ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
ستمبر 2019ء جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 9

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں
حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں

(سورہ الصّف:9)

کب حق سے نہ ٹکرائی، رسم و رہِ آبائی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ”الحق مباحثہ دہلی“ میں تکفیر بازی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت امام ابن قیمؒ کے مندرجہ ذیل اشعار درج فرمائے ہیں کہ شاید ان میں کوئی خدا ترس بات کی تہ کو پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے۔

وَمِنَ الْعَجَائِبِ أَنَّكُمْ كَفَّرْتُمْ أَهْلَ الحَدِيثِ وَشِيعَةَ الْقُرْآنِ

بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ تم نے اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن کی تکفیر کی۔

اَلْكُفْرُ حَقُّ اللهِ ثُمَّ رَسُوْلِهِ بِالنَّصِّ يَثْبِتُ لَا بِقَوْلِ فُلَانِ

تکفیر تو اللہ اور اسکے رسول کا حق ہے (تمہیں کافر بنانے کا منصب کس نے دیا) وہ نص سے ثابت معلوم ہوتا ہے نہ فلاں و بہماں کے قول سے۔

مَنْ كَانَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَعَبْدُهُ قَدْ كَفَّرَاهُ فَذَاكَ ذُوالكُفْرَانِ

جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کافر کہیں وہی کافر ہے۔

فَهَلُمَّ وَيْحَكُمُ نُحَاكِمْكُمْ اِلَى النـــ ـــنَصَّين مِنْ وَحْيٍ وَمِنْ قُرْآنِ

افسوس تم لوگوں پر! تو اب آؤ ہم تم کتاب وسنت پر اپنے مقدمہ کو عرض کرتے ہیں۔

وَهُنَاكَ يُعْلَمُ أَيُّ حِزْبَيْنِ عَلَى الـ ـــكُفْرَانِ حَقّاً أَوْ عَلَى الْاِيْمَانِ

وہاں چل کر کھل جائے گا کہ واقعی ایمان پر کون ہے اور کفر پر کون۔

فَلْيَهْنِكُمْ تَكْفِيْرُمَنْ حَكَمَتْ بِاِسـ ـــلَامٍ وَاِيْمَانٍ لَهُ النَّصَّانِ

اُن لوگوں کا کافر کہنا جن کے ایمان و اسلام پر کتاب وسنت گواہی دیں تمہیں مبارک ہو۔

اِنْ كَانَ ذَاكَ مُكَفِّرًا يَا اُمَّةَ الـ ـــعُدْوَانِ مَنْ هَذَا عَلَى الْاِيْمَانِ

سرکشو! اگر ایسے برگزیدہ لوگ عالمین بہ کتاب اللہ کافر ہیں تو پھر مومن کون ہے۔

كَفَّرْتُمْ وَاللهِ مَنْ شَهِدَ الرَّسُوْ لُ بِأَنَّهُ حَقًّا عَلَى الْاِيْمَانِ

اللہ کی قسم تم دلیری کر کے ایسے کی تکفیر کر رہے ہو جس کی نسبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہی دیتے ہیں کہ وہ واقعی مومن ہے۔

كَمْ ذَا التَّلَاعُبُ مِنْكُمْ بِالدِّيْنِ وَالـ اِيْمَانِ مِثْلَ تَلَاعُبِ الصِّبْيَانِ

آؤ خدا کا خوف کرو کب تک بچوں کی طرح دین کو بازیچہ بنا رکھو گے؟

خُسِفَتْ قُلُوْبُكُمْ كَمَا خُسِفَتْ عُقُو لُكُمْ فَلَا تَزْكُوْا عَلَى الْقُرْآنِ

تمہارے دل اور عقلیں گہنائی گئیں ہیں اب قرآن پر تو زیادت نہ کرو۔

يَا قَوْمُ فَانْتَبِهُوْا لِاَ نْفُسِكُمْ وَخَلُّوا الْجَهْلَ وَالدَّعْوَى بِلَابُرْهَانِ

اے لوگو اپنی جان کے بچاؤ کے لئے بیدار ہو جاؤ اور اس جہل اور دعویٰ بلا دلیل کو چھوڑ دو۔

(الحق مباحثہ دہلی صفحہ 135)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

ہم نے ہے جس کو مانا، قادر ہے وہ توانا

جب بھی کوئی مامور من اللہ مبعوث ہوتا ہے تو دنیادار اپنے مادی مفادات کو متاثر ہوتا دیکھ کر اس کی مخالفت کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اپنے زعم میں اسے نابود کرنے کی ہر ممکن کوششیں کرتے ہیں۔ یہ واقعات تاریخ کے سینے میں دفن ہیں جن کے مطالعہ سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مسلسل تباہ کن مخالفت صرف سچے ماموروں کی ہوتی رہی ہے، دنیا نے کبھی کسی جھوٹے دعویدار کی اس طرح کی مخالفت کی ہی نہیں۔ اس مخالفت میں اُس مامور کو مختلف حیلوں بہانوں سے اپنے مشن سے باز رکھنے کی کوششوں میں ناکامی کے بعد اسے جان سے مارنے، اس کے متبعین کو ہراساں کرنے، ان کے گھر لوٹنے، ان کے کاروبار تباہ کرنے اور طرح طرح کے ظلم وستم ڈھانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس پر تشدد مخالفت کے لئے تکفیر یعنی کفر کے فتووں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اور اپنی اکثریت کے بل بوتے پر کفر کے فتوے کمزوروں کی جماعت پر مسلط کر کے قتل وغارت کا بازار گرم رکھا جاتا ہے۔ اس کے نظارے ہر دور میں نظر آتے ہیں۔ گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ ہونے والا یہ سلوک ہمارے پیارے نبی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں عروج کو پہنچا، چنانچہ آپ کے خلاف دار الندوہ کا فیصلہ تاریخ میں محفوظ ہے اور آپ کے بعد کربلا کا میدان بھی اس کا گواہ ہے اور اس زمانہ میں پاکستان کی قومی اسمبلی کا ایوان بھی جہاں 7/ستمبر 1974ء کو اسی قسم کا ایک فیصلہ آنحضرت ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے خلاف ہوا۔ اس فیصلہ کے بارہ میں آنکھیں کھول دینے والے حقائق اس رسالہ میں شامل اشاعت ہیں۔ کفر کے فتووں کے ذریعہ سادہ لوح عوام الناس کے جذبات بھڑکا کر مخالفت کا طوفان تو کھڑا کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے نتیجہ میں کبھی بھی خدا کے مامورین کو ان کے مشن سے روکا نہیں جا سکا بلکہ ہلاکت اور ذلت ہمیشہ ائمۃ الکفر کی ہی تقدیر بنی۔ خدا تعالیٰ کی یہی سنت اس زمانہ میں بھی ظاہر ہوئی۔ 1974ء میں جب جماعت احمدیہ کے خلاف شورش پورے زوروں پر تھی، گھر لوٹے اور جلائے جا رہے تھے، نہتے احمدیوں کو شہید کیا جا رہا تھا، ان کے کاروبار تباہ کئے جا رہے تھے۔ تو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہا تھا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ تو اپنے مکان کو آنے والوں کے لئے وسیع کر اور اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ کی تسلیاں عطا فرما رہا تھا کہ ان ہزل گو مخالفین کی فکر نہ کر انہیں ہم خود سنبھال لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ”فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا یعنی تب ان کے گناہ کے سبب ان کے رب نے ان پر پے بہ پے ضربیں لگائیں اور اس (بستی) کو ہموار کر دیا“ کے الفاظ میں ان مخالفین کی ہولناک تباہی کی خبریں بھی دے رہا تھا۔ پھر ایک عالم نے ان ساری باتوں کو پورا ہوتے دیکھا جب فرعون اور ہامان اپنے ہی ستم کی چکی میں پیس ڈالے گئے اور خدا اڑا دے گا خاک ان کی، کرے گا رسوائے عام کہنا کس شان سے پورا ہوا۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی۔ پر وائے قسمت ؏

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا

اخبار احمدیہ

ستمبر 2019ء | جلد نمبر 20 | شمارہ نمبر 9

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی۔ شمس الحق انور

معاونین

سلطان احمد قمر۔ سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر۔ سید افتخار احمد

ٹائٹل وڈیزائنگ

مرزا لطف القدوس

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main
Email:
akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

فہرست مضامین

04	قال اللہ، قال الرسول ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	محرم کے مہینے میں درود شریف پر بہت زیادہ زور دیں
06	مجھ پر وار کیا ہر اِک نے اپنے رنگ میں
07	منظوم کلام
08	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے
11	شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت
13	قومی اسمبلی کے فیصلہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کا ولولہ انگیز خطاب
18	1974ء میں ہونے والی بحث میں کس کا موقف درست ثابت ہوا؟
24	ممبران قومی اسمبلی کی بوکھلاہٹیں
28	شرم تم کو مگر نہیں آتی
30	جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2019ء کے ایام اور اس کی رونقیں
33	ایک نابغہ روزگار وجود
36	مجلس انصار اللہ جرمنی کے 39ویں سالانہ اجتماع 2019ء کا انعقاد
37	لجنہ اماء اللہ جرمنی کا 41واں سالانہ اجتماع 2019ء
38	آج ہے ختم قرآن، دل کے نکلے ہیں ارماں
42	بلانے والا ہے سب سے پیارا
43	صد سالہ جشن تشکر (آخری قسط)

سرورق پر سجی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

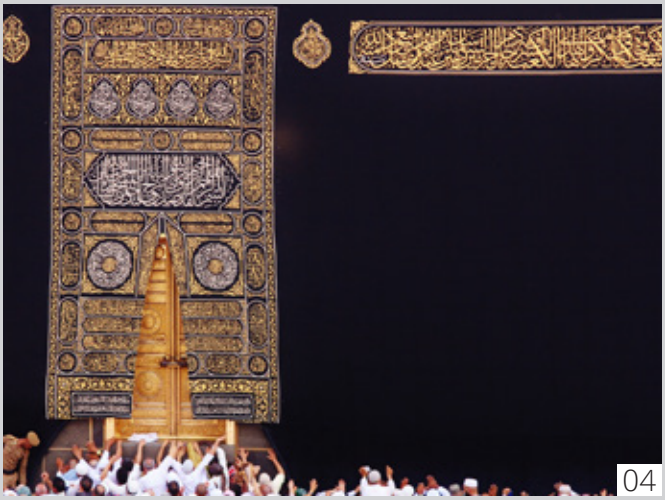
04

13

08

38

30

05

37

24

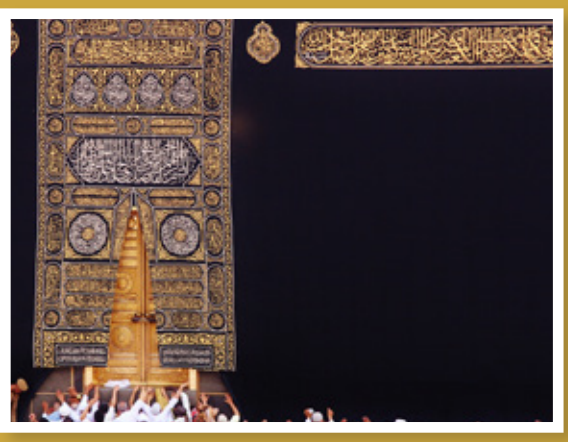

قال اللہ جل جلالہ

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ۝ (الانعام:160)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا ان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر وہ اُن کو اُس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

قال النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَاأَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى أَنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.

(جامع ترمذی، ابواب الایمان، افتراق هذه الأمة حدیث نمبر 2641)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہو گی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کون سا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ جو میری اور میرے صحابہؓ کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

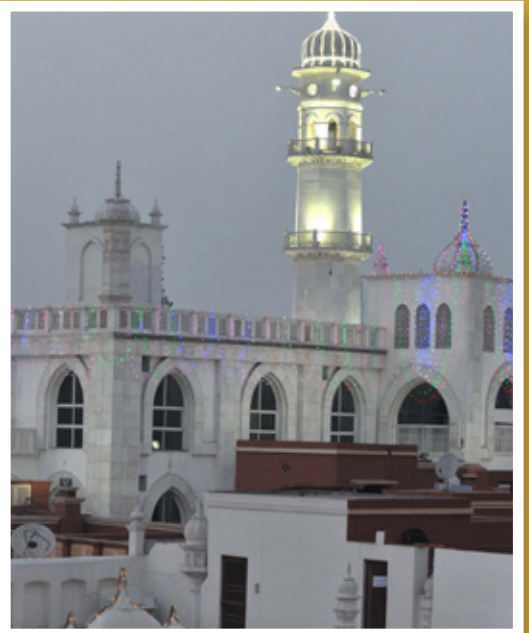

مسیح موعود کا زمانہ جس سے مراد چودھویں صدی من اوّلہٖ الیٰ آخرہٖ ہے اور نیز کچھ اور حصّہ زمانہ کا جو خیر القرون سے برابر اور فیج اعوج کے زمانہ سے بالاتر ہے یہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جود الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہ کے رنگ میں لائے گا اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں سے بجز ایک کے سب عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رنگ پر ہو گا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 227)

محرّم کے مہینے میں

درود شریف پر بہت زیادہ زور دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

خطبہ جمعہ میں سے بعض اقتباسات

’’دعاؤں کی قبولیت اور محرم کے حوالے سے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان دنوں میں، اس مہینے میں درود شریف پر بہت زیادہ زور دیں کہ قبولیت دعا کے لئے یہ نسخہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتایا ہے اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے اپنے عملی نمونہ سے دُرود شریف کی برکات ہمارے سامنے پیش فرما کر ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دُرود پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو اس معیار کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی ہو گی جس سے دُرود فائدہ دیتا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں تو آپؐ کے مقام کی پہچان بھی ہمیں ہونی چاہئے‘‘۔

آنحضرت ﷺ کی وہ جسمانی اولاد جس نے آپ سے روحانی رشتہ بھی قائم رکھا ہماری محبت کی یقیناً حقدار ہے اور بہت زیادہ حقدار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ ... تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 545 اشتہار تبلیغ الحق 8 اکتوبر 1905ء)

پس یہ محبت ہے جو حضرت امام حسینؓ سے ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔ جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے۔

اسی طرح صحابہؓ کا مقام بھی ہمارے دل میں قائم ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت عمرؓ کا مقام بھی ہمارے دلوں میں قائم ہے۔ یہ نہیں کہ ایک طرف محبت ہوئی اور دوسری طرف سے کم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرنے والوں سے ہمیں محبت کرنی ہے۔

صحابہؓ کا مقام بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ:

’’صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں وہ صدق دکھلایا کہ انہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ (المائدہ:120) کی آواز آ گئی۔ یہ اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہ کو حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 465۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس ہمارے لئے تو آنحضرت ﷺ کے سب پیارے ہی بہت پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی ہر قسم کے تفرقہ کو ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ آج بیرونی طور پر بھی مخالفت زوروں پر ہے۔ آج ہمیں ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کی ضرورت ہے۔ اب اسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان جو لڑائی ہو رہی ہے اس میں بھی صحیح راہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے مظلوم فلسطینی نقصان اٹھا رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو خود ہی نقصان پہنچوا رہے ہیں اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ راہنمائی فرما دی کہ دین کے نام پر جنگیں نہ کرو۔ کوئی جنگ جو دین کے نام پہ ہو گی وہ کامیاب نہیں ہو گی اور اس جنگ میں تو ویسے بھی توازن نہیں ہے۔ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بات چیت سے مسئلہ ختم کیا جائے تا کہ معصوم جانوں کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

(خطبہ جمعہ 2/جنوری 2009ء الفضل انٹرنیشنل 23 جنوری 2009ء

مجھ پر وار کیا ہر اِک نے اپنے رنگ میں

آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبراً اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں۔ چنانچہ اشتہار مؤرخہ 29/ رمضان 1308ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ مطبع ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں مگر جب کہ رعب گورنمنٹ انگریزی سے ان فتووں پر عملدرآمد نہ ہوسکا تو محمد حسین نے ایک اور تدبیر سوچی کہ اس شخص کو نہایت سخت گالیوں اور دلآزار کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیے۔ جیسا کہ اس نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ 1898ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے۔ اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفر زٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھ کر اس کے نام پر چھپوائے۔ (روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ: جلد-14 کشف العطاء: صفحہ 196)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔ (خطبات نور صفحہ 419)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ وقت کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے تحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا.... میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی“۔ (خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 11-10 مطبوعہ 2015ء قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”ہمارا زمانہ خوش رہنے، مسکراتے رہنے اور خوشی سے اچھلنے کا زمانہ ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ اس زمانہ میں نبی اکرم ﷺ کا جھنڈا دنیا کے ہر ملک میں گاڑا جائے گا۔ اور دنیا میں بسنے والے ہر انسان کے دل کی دھڑکنوں میں محمد ﷺ کی محبت اور پیار دھڑکنے لگے گا۔ اس لئے مسکراؤ!۔

مجھے یہ خیال اس لئے آیا کہ بعض چہروں پر میں نے مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ ہمارے تو ہنسنے کے دن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی فتح اور غلبہ کی جسے بشارت ملی ہو وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو دیکھ کر دل گرفتہ نہیں ہوا کرتا اور جو دروازے ہمارے لیے کھولے گئے ہیں وہ آسمانوں کے دروازے ہیں“۔ (خطبہ جمعہ 28/ جون 1974ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی“۔

(خطاب فرمودہ 29 جولائی 1984ء برموقعہ پہلا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بمقام یوکے)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

پس جماعت کے خلاف جو مخالفتیں ہو رہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے خلاف چلنے والے لوگ ہیں اور اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفتیں نہ پہلے کچھ بگاڑ سکیں اور نہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ بگاڑ سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمیشہ رہی اور ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا کہ دشمن خائب و خاسر ہوا اور ہو رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔ یہ ایک جگہ مخالفت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سو جگہ تبلیغ کے نئے میدان کھول دیتا ہے۔ الجزائر میں ہی انہوں نے احمدیوں کو اپنے زعم میں ختم کرنے کی کوشش کی اور اخباروں اور دوسرے میڈیا نے اس کا چرچا کیا، جماعت مخالف خبریں شائع کی گئیں، پھیلائی گئیں بلکہ اخباروں نے بھی بھرپور مخالفت کرنے میں اپنے طور پر بھرپور کردار ادا کیا لیکن یہی باتیں جو ہیں جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بن گئیں۔

(خطبہ جمعہ 7/ اپریل 2017ء)

مجھ سے لڑو، اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مِل کے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

وہ اُس کے ہو گئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اُسی کے ہاتھ سے اِک جام پیتے ہیں

کچھ اَیسے مست ہیں وہ رُخِ خُوبِ یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وَار سے

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ اُنہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُن کے مارنے کے لئے چال چلتے ہیں
جب اُن سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشاں کو دِکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رُعب نِشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

درثمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

مختلف ممالک میں احمدیوں کی مخالفت

’’آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق 23 مارچ 1889ء کو بیعت لی اور سینکڑوں خوش قسمت اس روز اس کشتی میں سوار ہوئے اور یہ تعداد بڑھتے بڑھتے آپؑ کی زندگی میں ہی لاکھوں تک پہنچ گئی اور ان بیعت کرنے والوں نے اپنی بیعت کے حق بھی ادا کئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور وہ لوگ روحانی منازل طے کرتے چلے گئے۔ اُن پر بھی مخالفت کی خوفناک اور اندھیری آندھیاں چلیں۔ اپنوں اور غیروں کی دشمنی کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ آپؑ کی بیعت میں آنے کے جرم میں بعض کو شہید بھی کیا گیا۔ جن میں سب سے بڑے شہید، جن کو اذیت دے کے شہید کیا گیا، وہ صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید ہیں۔ جنہیں مولویوں کے فتوے پر بادشاہ کے حکم سے ظالمانہ طور پر پہلے زمین میں گاڑا گیا اور پھر سنگسار کر کے شہید کیا گیا اور ان واقعات نے قرونِ اولیٰ کے ان ظلموں کی یاد تازہ کر دی جو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ پر روا رکھے گئے تھے۔ لیکن تمام تر مخالفتوں اور ظلموں اور حکومت کو آپؑ کے خلاف بھڑکانے کی سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا اور آپ کے سپرد جو کام تھے ان کی تکمیل کرتے ہوئے آخر 26 مئی 1908ء کو آپؑ الٰہی تقدیر کے تحت اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تسلی کے الفاظ میں فرمایا تھا کہ آپؑ کی جماعت کا دوسرا دور قدرت ثانیہ کی صورت میں شروع ہو گا۔.....پس جب یہ دوسرا دور شروع ہوا تو جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا بعض بدقسمت شبہات میں بھی پڑ گئے اور اپنی اناؤں کے چکر میں بھی پڑ گئے۔ جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بڑے واضح الفاظ میں سمجھا کر اصلاح کی طرف مائل کرنے کی کوشش بھی کی لیکن ان کی بدقسمتی کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب خلافت کے موقع پر ان میں سے بعض مرتد بھی ہو گئے اور اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ گرتی ہوئی جماعت کو اللہ تعالیٰ یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ کا نظارہ دکھاتے ہوئے سنبھالتا ہے۔ انہوں نے باوجود عقلیں رکھنے کے یہ نہ سوچا کہ کشتی میں سوار ہو کر غرق ہونے سے وہی نجات پائے گا جو دوسری قدرت کے ساتھ جڑا رہے گا اور وہ دوسری قدرت کوئی انجمن نہیں بلکہ خلافت ہے۔

پس آج ہم خوش قسمت ہیں جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اس کشتی میں سوار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی اور غرقابی سے بچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے۔ دنیا قعرِ مذلت میں گرتی چلی جا رہی ہے اور احمدی اپنے قادر و توانا خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔ 1908ء سے لے کر آج تک نئے سے نئے حربوں کے ساتھ دشمن جماعت کو ختم کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر بڑے ابتلاء کے بدنتائج اور دشمن کی مذموم کوششوں سے جماعت کو محفوظ رکھتا چلا جا رہا ہے اور جوں جوں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے، حسد اور مخالفت کی آگ بھی اسی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ مخالفتیں بڑھ رہی ہیں اور جہاں جہاں نام نہاد، خود غرض علماء کہلانے والوں کا بس چلتا ہے وہ خدا کے نام پر ان ظلموں کے کرنے سے نہیں چوکتے جو احمدیوں پر کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہر مخالفت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے بتایا ہوا ہے کہ مومنوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔‘‘

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاء آویں جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) یعنی کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اٰمَنَّا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں گے“۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 298 جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا: ”غرض امتحان ضروری شے ہے اس سلسلے میں جو داخل ہوتا ہے وہ ابتلاء سے خالی نہیں رہ سکتا۔ ہمارے بہت سے دوست ایسے ہیں کہ وہ ایک طرف ہیں اور باپ الگ“۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 258 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یعنی احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ماں باپ سے بھی علیحدہ ہیں۔ اور پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”جب سخت ابتلاء آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلاء فرشتوں سے جاملاتے ہیں“۔ اور فرمایا کہ نبیوں پر جو ابتلاء آتے ہیں اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے ملائے جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 305 جدید ایڈیشن)

فرمایا کہ بغیر امتحان ترقی محال ہے۔ پس یہ ایمان میں پختگی کے لئے وہ نصائح ہیں جن کو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے پکڑا ہوا ہے اور ہر احمدی اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہماری مخالفتیں، ہماری ترقی کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بلغاریہ کے نومبائعین کا ذکر کیا تھا۔ یعنی کچھ تو ان میں نئے احمدی ہیں، کچھ چند سال پہلے احمدی ہوئے۔ انہیں وہاں کے مسلمان مفتی کے کہنے پر جس کا حکومت میں بڑا عمل دخل ہے پولیس نے ہراساں کیا اور پولیس احمدیوں کو پکڑ کر سٹیشن بھی لے گئی تھی۔ ان لوگوں کو جب مَیں نے سلام بھجوایا اور حال وغیرہ پوچھا تو مربی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے ہر ایک سے انفرادی رابطہ کیا اور جب پیغام دیا تو ہر ایک کا یہ جواب تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ایمان میں مضبوط ہیں۔ یہ تکالیف تو کوئی چیز نہیں ہیں اور بعض تو جذباتی ہو کر رونے لگے اور میرے لئے پیغام بھجوایا کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم جماعت کی خاطر انشاء اللہ تعالیٰ ہر تکلیف برداشت کریں گے۔ ہمارے لئے صرف دعائیں کرتے رہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا انقلاب برپا کیا؟ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا ہے کہ قربانی کی روح کو، قرآن کریم کی تعلیم کو احمدیت قبول کرنے کے بعد حقیقی رنگ میں سمجھنے لگ گئے ہیں۔ وہ فہم و ادراک پیدا کر دیا ہے جس نے انہیں اس حقیقت سے آشنا کر دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے تو امتحانوں میں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ یورپ میں رہنے والے کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور پھر وہ لوگ جو بڑا عرصہ کمیونزم کے زیر اثر رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت سے ان کا ایک خاص تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فضل آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے احمدیوں پر فرما رہا ہے۔ اسی طرح آج کل ہندوستان کی نومبائع جماعتوں پر بھی بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اور یہ ظلم بھی وہاں حسب روایت نام نہاد مُلّاں کر رہے ہیں اور مُلّاں کے کہنے اور اکسانے پر وہاں کے مسلمان کر رہے ہیں اور حکومت اس لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے کہ عنقریب وہاں انتخابات ہونے والے ہیں اور مسلمانوں کے ووٹ انہیں چاہئیں جبکہ احمدیوں کی کوئی ایسی طاقت نہیں ہے۔ لیکن ان ظلم کرنے والوں کو بھی اور اس ظلم ہونے پر آنکھیں بند کرنے والوں کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ دنیاوی طاقت تو بے شک نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے اور جب وہ مدد کو آتا ہے تو ہر چیز کو خسِ راہ کی طرح اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ جب اس کی تقدیر چلتی ہے تو پھر کوئی چیز اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ پس ہندوستان کے احمدی بھی صبر اور حوصلے سے کام لیں۔ دعاؤں میں زیادہ شدت پیدا کریں اور اپنے ربّ کے ساتھ تعلق کو پہلے سے بڑھ کر بڑھائیں۔ اسی طرح آج کل پاکستان میں بھی احمدیوں کی مخالفت عروج پر ہے۔ حکومت اور مُلّاں کی حرکتوں اور کوششوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ برصغیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے مولویوں کی طرف سے جو مخالفت شروع ہوئی، اس میں مولویوں نے اپنے طور پر بھی نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں اور غیروں کو بھی جماعت کے خلاف بھڑکایا اور ابھارا اور ان کی مدد کی کہ کسی طرح جماعت ختم ہو جائے یا اسے نقصان پہنچایا جائے۔ لیکن ان کی ہر کوشش کے بعد جماعت کے قدم ترقی کی طرف پہلے سے آگے ہی بڑھے ہیں۔ لیکن یہ سب دیکھ کر بھی ان کو احساس نہیں ہوا کہ یہ چیز ثابت کرتی ہے کہ جماعت کسی انسان کی قائم کردہ نہیں بلکہ خدا کی قائم کردہ جماعت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا کہ ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان خوشخبری کے پورا ہونے کا کھلا کھلا نشان ہے۔ اس لئے ان کو مَیں کہتا ہوں کہ عقل سے کام لیں اور خدا تعالیٰ سے مقابلے سے باز رہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے توبہ اور استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے مددگار بن جائیں۔ لیکن ان لوگوں کی آنکھوں اور عقل دونوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، پٹیاں بندھی ہوئی ہیں جو ان سے خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر خدا کے بندوں پر ظلم کروا رہی ہیں۔ لیکن بھول جاتے ہیں کہ جب ظلم و زیادتی انتہاء پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بندے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ (البقرۃ:215) کی صدا بلند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ تو پھر اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ (البقرۃ:215) یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔ پس یہ ظلم جو احمدیوں پر روا رکھے جا رہے ہیں، احمدیوں کو ہر جگہ خدا تعالیٰ کا قرب دلا رہے ہیں۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد ان شر پسند نام نہاد علماء کی اکثریت پاکستان میں آ گئی تھی اور یہاں جیسا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف بھی اور عموماً بھی ہم ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ سنتے ہیں انہوں نے ملک میں ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے۔ احمدیوں کے خلاف جو سلوک کر رہے ہیں وہ تو ہے ہی، ملک کی بدنامی کا بھی باعث بنتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ جو آج ملک کے ہمدرد بنے ہوئے ہیں اور

احمدیوں کو یہ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس اب صرف یہ آپشنز (Options) ہیں۔ یہ راستے ہیں کہ یا تو احمدیت چھوڑ دو یا ملک چھوڑ دو یا پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ہم سب کچھ آنحضرت ﷺ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے کے مقام کو قائم رکھنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ہم یہ سب کچھ دینی غیرت سے کر رہے ہیں۔ اور جو ملک بقول ان کے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہو وہاں ان کے نزدیک سب سے زیادہ دینی غیرت دکھانے کی ضرورت ہے اور دینی غیرت یہی ہے کہ خدا کے نام پر خدا کے بندوں کو قتل کرو۔

پہلی بات تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کے لئے دینی غیرت جو تمام دنیا میں احمدی دکھا رہے ہیں، یہ لوگ تو ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے جو قربانیاں احمدی کر رہے ہیں اس کا لاکھواں اور کروڑواں حصہ بھی یہ لوگ نہیں کر رہے۔ باوجود اس کے کئی مسلمان ممالک جو تیل کی دولت رکھنے والے ہیں وہ ان مُلّاؤں کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن یہ اس مدد کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے تو استعمال کر رہے ہیں، اپنے خزانے تو اس سے بھر رہے ہیں یا دہشت گردی اور ظلم و بربریت کے لئے تو وہ دولت استعمال کر رہے ہیں لیکن اسلام کی تبلیغ کے لئے ان کی کوشش کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ مولوی جو آج پاکستان پر بھی سب سے زیادہ حق جتانے والے بنے ہوئے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اسلام کے اس قلعہ میں ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ قادیانی اپنے عقیدے کے ساتھ رہ سکیں ان پر واضح ہو کہ پاکستان بنانے میں احمدیوں نے جو کوششیں کی ہیں اور جس کو اس وقت جب یہ سب کوششیں ہو رہی تھیں تمام شریف النفس غیروں نے بھی مانا ہے۔ تم لوگ جو آج پاکستان کے سب سے بڑے ہمدرد بنے ہوئے ہو اور مالک بننے کی کوشش کر رہے ہو اس وقت تو پاکستان کے نظریہ کی بھی مخالفت کر رہے تھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 10/اپریل 2009ء صفحہ 5 تا 8)

حالت خوف کو امن میں بدلنے کا نظارہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا

ایک تاریخی پیغام

7/ستمبر 1974ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے قانون اور آئین کی خاطر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک ایسا پیغام پاکستان میں بسنے والے ہر احمدی کے نام ارسال فرمایا جس نے خوف کی حالت کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق خلافت کی برکت سے امن میں تبدیل کر دیا۔ اُس وقت مومنین کی وہی کیفیت تھی جس کا نقشہ جنگ احزاب کے حوالہ سے قرآن کریم نے کھینچا ہے کہ جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل اچھلتے ہوئے ہنسلیوں تک جا پہنچے اور مومن ابتلاء میں ڈالے گئے اور سخت آزمائش کے جھٹکے دیئے گئے۔ چنانچہ اس انتہائی پُر آشوب کیفیت میں **خلیفۃ اللہ فی الارض** نے استقامت کا پہاڑ بن کر ساری جماعت کو تھاما اور اس کرب کی کیفیت سے نکالا۔ آپ نے اپنے پیغام میں تحریر فرمایا:

”جس احمدی کو اپنے اسلام اور ایمان کے لئے کسی غیر کے فتوے کی ضرورت تھی اسے تو فکر ہو سکتی ہے لیکن جو احمدی سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مسلمان ہے، اسے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ ہمیشہ اس کے دامن سے وابستہ رہیں، آمین ثم آمین“۔

ہدایات:

نمبر 1۔ اپنے گھروں کو نہ چھوڑیں۔

نمبر 2۔ اپنے جذبات کو مکمل طور پر قابو میں رکھیں۔ حالات پر بلاوجہ تبصرہ نہ کریں۔

نمبر 3۔ اشتعال انگیزی سے ہرگز مشتعل نہ ہوں۔

نمبر 4۔ دعاؤں اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رضا کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ انشاء اللہ خدا تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہو گا۔

نمبر 5۔ طلباء سکول اور کالج جائیں۔

نمبر 6۔ ملازمین اپنی ملازمت پر جائیں۔

نمبر 7۔ دکاندار اپنی دُکانیں کھولیں۔ (کتاب نشانِ آسمانی جس کا میں نے پہلے متن پڑھا ہے۔) کتاب نشانِ آسمانی صفحہ 39، 40 کو نماز مغرب کے بعد احباب کو پڑھ کر سنائیں۔

”یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔۔۔ اب دیکھئے فتح کس کی ہوتی ہے“۔

(بحوالہ ”اندر کی کہانی عینی شاہد کی زبانی“ صفحہ 396-395)

شیخ بٹالوی صاحب کے

فتویٰ تکفیر کی کیفیت

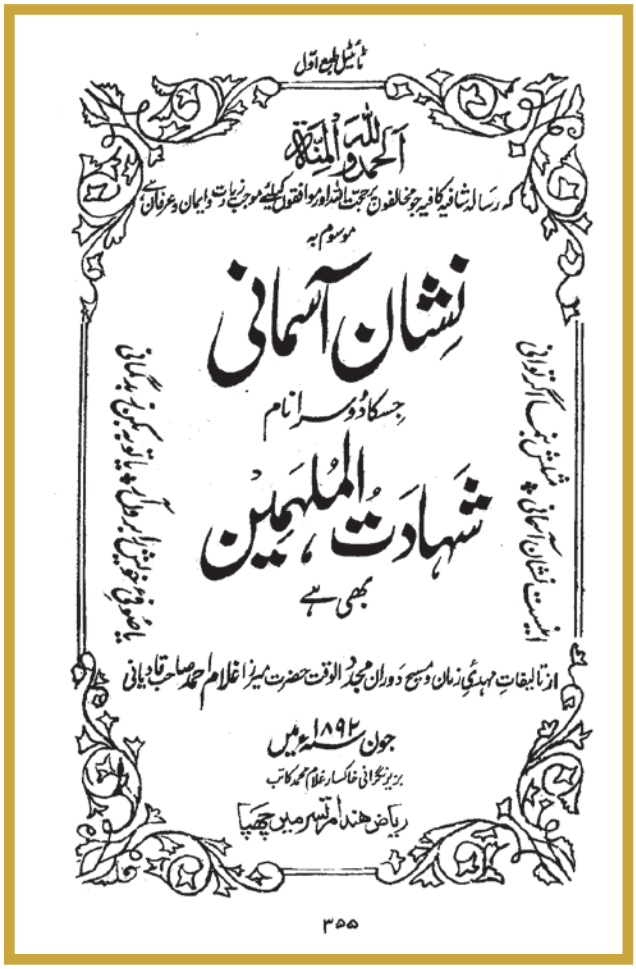
ٹائٹل پیج اوّل

الحمد للہ المنۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں کی تحمیت اشتداد و مواقفوں کیلئے موجب زیادت ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشان آسمانی

جسکا دوسرا نام

شہادت الملہمین

بھی ہے

از تالیفاتِ مہدیٔ زمان و مسیح دوران مجدد الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

جون ۱۸۹۲ء میں

بزیر نگرانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند امرتسر میں چھپا

۳۵۵

اس فتویٰ کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا۔ جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے جس کا نام دافع الوساوس ہے باایں ہمہ مجھ کو ان لوگوں کے لعن وطعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور ملعون اور دجّال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے وہ بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جس قدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا۔ اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کیلئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے مجھے اس بات کو سوچ کر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخر کار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثیل مسیح ہونے کی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سن کر بہت ہی خوش ہونا چاہئے کیونکہ جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو حقیقت دجّالیہ کے ہلاک اور فانی کرنے کے لئے حقیقت عیسویہ سے متصف کیا۔ ایسا ہی اس نے اس حقیقت کے متعلق جو جو نوازل و آفات تھے ان سے بھی خالی نہ رکھا لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتوے کے طیار کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی ہے اوّل یہ کہ بعض لوگ جو مولویّت اور فتویٰ دینے کا منصب نہیں رکھتے وہ صرف مکفرین کی تعداد بڑھانے کیلئے مفتی قرار دیئے گئے۔ دوسرے یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے وہ بڑے عالم متشرع متصور ہو کر ان کی مہریں لگائی گئیں۔ تیسرے ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے تھے مگر واقعی طور پر اس فتوے پر انہوں نے مہر نہیں لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی اور افتراء سے خود بخود ان کا نام اس میں جڑ دیا۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کے بارے میں ہمارے پاس تحریری ثبوت ہیں۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو اس میں شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگیں۔ تاسیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔

یوں تو تکفیر کوئی نئی بات نہیں ان مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سن کر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور چونکہ خدائے تعالیٰ نے یہ عقل تو ان کو دی ہی نہیں کہ بات کی تہہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں اس لئے اپنی نافہمی کی حالت میں تکفیر کی طرف دوڑتے ہیں اور اولیاء کرام میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ ان کی تکفیر سے باہر رہا ہو۔ یہاں تک کہ اپنے مُنہ سے کہتے ہیں کہ جب مہدی موعود آئے گا تو اس کی بھی مولوی لوگ تکفیر کریں گے اور ایسا ہی حضرت عیسیٰ جب اتریں گے تو ان کی بھی تکفیر ہو گی۔

ان باتوں کا جواب یہی ہے کہ اے حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ۔ اوسبحانہ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کے شر سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈائن کی طرح امت محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کھا جانا چاہا تھا اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو۔ اور اپنے ہاتھ سے ان نشانیوں کو پوری کر رہے ہیں جو آپ ہی بتلا رہے ہیں۔ تعجب کہ یہ لوگ آپس میں بھی تو نیک ظن نہیں رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحدین کی بے دینی پر مدار الحق میں شاید تین سو کے قریب مہر لگی تھی پھر جب کہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر ان کی تکفیروں سے کوئی کیونکر ڈرے مگر افسوس تو یہ ہے کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر میں جعل سازی سے بہت کام لیا ہے اور طرح طرح کے افترا کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے اس مختصر رسالہ میں ہم مفصّل ان خیانتوں کا ذکر نہیں کر سکتے جو شیخ بٹالوی نے حسب منشاء شیخ دہلوی اپنے کفرنامہ میں کام میں لا کر اپنا نامہ اعمال درست کیا ہے۔ (نشان آسمانی صفحہ 41-39)

جناب مولوی تشریف لائیں گے تو کیا ہو گا!

جناب مولوی تشریف لائیں گے تو کیا ہو گا
وہ بھڑکائیں گے لوگوں کو مگر اپنا خدا ہو گا

ہم ان کی تلخ گفتاری پہ ہرگز کچھ نہ بولیں گے
جو بگڑے گا تو ان کا منہ۔ ہمارا ہرج کیا ہو گا

کہیں گے قتل کرنا اس کا جائز بلکہ واجب ہے
جو اس کو قتل کر دے گا وہ محبوب خدا ہو گا

جو اس کے ساتھ چھو جائے اچھوتوں کی طرح ہو گا
جو اس سے بات کر لے گا وہ شیطاں سے برا ہو گا

وہ جن کے پیار و الفت کی قسم کھاتے تھے ہم اب تک
ہر اک ان میں سے کل پیاسا ہمارے خون کا ہو گا

ہمارے واسطے دنیا بنے گی ایک ویرانہ
سوا اس یار جانی کے نہ کوئی دوسرا ہو گا

ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہو گا اسی امت سے پیدا رہنما ہو گا

ہمارے سید و مولا نہیں محتاج غیروں کے
قیامت تک بس اب دورہ انہی کے فیض کا ہو گا

یہی ہوگا نا غصہ میں وہ ہم کو گالیاں دیں گے
سنائیں گے وہ کچھ پہلے نہ جو ہم نے سنا ہو گا

وہ کافر اور ملحد ہم کو بتلائیں گے منبر پر
ہمارے زندقہ کا فتویٰ سب میں برملا ہو گا

جو اس کا مال لوٹے گا وہ ہوگا داخل جنت
جو حملہ اس کی عزت پر کرے گا با صفا ہو گا

ہر اک جاہل یہ باتیں سن کے بھر جائے گا غصہ سے
ہمارے قتل پر آمادہ ہر چھوٹا بڑا ہو گا

تعلق چھوڑ دیں گے باپ ماں بھائی برادر سب
جو اب تک یار جانی تھا وہ کل نا آشنا ہو گا

ہمیں وہ ہر طرف سے ڈھانپ لے گا اپنی رحمت سے
جو آنکھوں میں بسا ہو گا تو دل میں وہ چھپا ہو گا

نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
جو ہو گا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہو گا

جو اپنی زندگی ان کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخرالانبیاء ہو گا

کلام محمود

جماعت احمدیہ کے خلاف قومی اسمبلی کے فیصلہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ولولہ انگیز خطاب

جس شخص نے اپنا اسلام لاہور کی مال (روڈ) کی دکان سے خریدا ہو، وہ تو ضائع ہو جائے گا لیکن میں اور تم جنہیں خدا خود اپنے منہ سے کہتا ہے کہ تم (مومن) مسلمان ہو تو پھر ہمیں کیا فکر ہے دنیا جو مرضی کہتی رہے

7/ ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے مذہب کے متعلق ایک قرارداد پاس کی ہے۔ اس پر جماعت احمدیہ مجھ سے دو سوال دریافت کرتی ہے۔

اوّل یہ کہ جو قرارداد پاس ہو چکی ہے اس پر جماعت احمدیہ کے خلیفۃ المسیح الثالث کا تبصرہ کیا ہے یعنی جماعت احمدیہ کو یہ بتایا جائے کہ اس قرارداد کے معانی کیا ہیں؟

دوم یہ کہ اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد جماعت احمدیہ جس کا صحیح نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''احمدیہ فرقہ کے مسلمان'' رکھا ہے۔ تو اب احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کا ردّ عمل کیا ہونا چاہیئے؟ پس یہ دو (2) سوال ہیں جو پوچھے جا رہے ہیں۔

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے یعنی جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس پر جماعت احمدیہ کے خلیفۂ وقت کا تبصرہ کیا ہے؟ اس پر تنقید کیا ہے؟ کیا پاس ہوا ہے؟ اس کے متعلق جماعت کو بتایا جائے۔ اس میں اس لئے بھی الجھن پڑتی ہے کہ مختلف اخبارات مختلف باتیں لکھ دیتے ہیں اور بعض اخبار بعض باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے متعلق اس وقت تو میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ No Comment کوئی تبصرہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر تبصرے سے قبل بڑے غور اور تدبر کی ضرورت ہے اور مشورے کی ضرورت ہے۔ پس مشورے اور تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد پھر میں جماعت احمدیہ کو بتاؤں گا کہ جو پاس ہوا ہے وہ اپنے اندر کتنے پہلو لئے ہوئے تھا۔ کیا بات صحیح ہے اور کیا بات صحیح نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال اس وقت اس پر کوئی تبصرہ نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ کچھ دن اور انتظار کر لیں۔ کوئی جلدی بھی نہیں ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے۔ اس لئے حقیقت کو ابھرنے دیں۔ حقیقت کو Unfold (اَن فولڈ) ہونے دیں۔ اس کو پتیاں نکالنے دیں پھر اس کے اوپر تبصرہ بھی آجائے گا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا ردّعمل کیا ہونا

کسی احمدی کا ردّعمل جو ظلم کی تعریف میں آتا ہو۔ ایسا شخص احمدی نہیں چاہے وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہو۔

چاہیئے یا جماعت احمدیہ کا کیا ردّعمل ہے؟ کیونکہ ہر احمدی باوجود اس بات کے کہ وہ بڑا تربیت یافتہ ہے پھر بھی مرکز کی طرف دیکھتا ہے اور بہرحال مرکز سے ہدایت طلب کرتا ہے اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ ہمارا کیا ردّعمل ہونا چاہیئے؟ اس کا جواب لمبا ہے اور یہ ایک خطبہ میں ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے جواب میں دو پہلو مدِنظر رکھنے پڑتے ہیں۔ اس بنیادی حقیقت کی بنا پر جو ہماری زندگی کی حقیقت ہے اور جس کے بغیر ایک احمدی کی زندگی، زندگی ہی نہیں اور وہ بنیادی حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے اور ہم پورے وثوق کے ساتھ اور پورے عرفان کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ اس اللہ پر جسے قرآن عظیم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ ہم اس اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر جیسا کہ قرآنِ کریم نے ہمیں بتایا ہے واقعہ میں عارفانہ ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل اور بے مانند ہے اس یونیورس، اس عالمین میں اس جیسا کوئی نہیں ہے ذات کے لحاظ سے اور نہ اس کا مثیل ہے صفات کے لحاظ سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اسلام نے قرآن عظیم کے ذریعہ ہمارے سامنے رکھی ہے۔ پھر قرآن کریم نے شروع سے لے کر آخر تک ہمیں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس کے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے۔ یہ صفت پائی جاتی ہے اور یہ صفت پائی جاتی ہے کبھی نام لے کر اور کبھی کام کا ذکر کر کے۔ قرآن کریم نے شروع سے لے کر آخر تک ہمیں یہ بتایا ہے کہ قرآن کریم جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو کس معنے میں لیتا ہے مثلاً سورۃ فاتحہ کو لیں تو اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی چار بنیادی صفات ہمارے سامنے رکھی گئی ہیں۔ سورۃ فاتحہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ تمام تعریفوں کا مرجع اللہ ہے۔ فرمایا کہ اللہ وہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اللہ وہ ہے جو رحمن ہے، اللہ وہ ہے جو رحیم ہے، اللہ وہ ہے جو مالک یوم الدین ہے۔ قرآن کریم نے اور پھر ان مطہر بزرگوں نے جن کا ذکر خود قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ o فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ o لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ o (الواقعۃ:78تا80) گویا خود قرآن کریم نے ایک گروہ کو مطہرین کا گروہ قرار دیا ہے۔ پس ایک تو خود قرآن عظیم نے الٰہی صفات بیان کیں دوسرے مطہرین کے گروہ نے اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کر کے دنیا کے سامنے الٰہی صفات کو بیان کیا۔ ان کی تفصیل بتائی۔ ان پر روشنی ڈالی اور پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ کہا گیا تھا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے نتیجہ میں آپ کے عشق میں فانی ہو کر خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جس رنگ میں قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور جس طرح حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی صفات کی تشریح کی ہے ہم اسی معنے میں اللہ کو مانتے ہیں مثلاً ہم سبحان اللہ پر یقین رکھتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اندر کوئی نقص، کوئی کمزوری اور کوئی عیب پایا ہی نہیں جا سکتا، اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نہیں کہ کوئی ناسمجھ کھڑے ہو کر یہ کہہ دے کہ مثلاً نعوذ باللہ خدا چوری کر سکتا ہے مگر ہمارا سبحان اللہ کہنا اس کی تردید کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی عیب یا نقص متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ میں اس اللہ کی بات کر رہا ہوں جس کو اسلام نے پیش کیا ہے۔ بعض مذاہب بگڑ گئے انہوں نے ایک (انسانی) وجود کو خداوند بھی کہا اور اسے پھانسی پر بھی لٹکا دیا۔ یہ مذہب کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں مثلاً ایک وجود کو لوگوں نے خداوند بھی کہا اور یہ بھی تصور کر لیا کہ وہ خدا ہونے کے باوجود رحم مادر کی تنگ کوٹھڑی میں نو مہینے تک قید بھی رہا۔ یہ تو بگڑے ہوئے مذہب کی حالتیں ہیں مگر ہمارا اسلام تو بگڑا ہوا مذہب نہیں ہے اس کی تو چمکتی ہوئی اشکار ہر زمانے میں ظاہر ہوتی رہی ہے اس کی ذات کے متعلق بھی اور صفات کے متعلق بھی۔

امت محمدیہ میں ایسے کروڑوں بزرگ پیدا ہوئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا عرفان حاصل کیا اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کی کیفیت اور ماہیت انہیں بتائی۔ (جہاں تک انسان کو اس کی ضرورت تھی)

پس جب یہ ہمارا دعویٰ ہے اور اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے اور یقیناً یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر ہم نے اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات کے ساتھ پہچانا ہے تو پھر آپ کو سمجھانے کے لئے دلیل میں نے پہلے دے دی ہے، اگر یہ درست ہے اور یقیناً یہ درست ہے اور اگر اس کے نتیجہ میں ایک احمدی کے دل میں اپنے رب کریم کے لئے ایک محبت کی کیفیت

دُکھ کی حالت میں خدا کے حقوق نہ بھولنے والے خدا کے پیارے ٹھہرتے ہیں

پیدا ہوتی ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ میرا محبوب خدا مجھ سے کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ یہ خشیت کا مقام ہے اور وہ ہر وقت اس امید میں رہتا ہے کہ میرا پیارا خدا میری طرف محبت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ گویا یہ محبت کے دو پہلو ہیں اور یہ ہر دو پہلو ہر مخلص احمدی کے دل میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے ہیں تو پھر یہ دلیل یا ایک احمدی کی زندگی کی جو حقیقت ہے وہ ہمیں بتاتی ہے کہ ان حالات میں اصولی طور پر ہمارا ردّعمل کیا ہونا چاہیئے اور کیا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو نہیں ہونا چاہیئے اس کے متعلق میں آج صرف دو 2 باتوں

کولوں گا۔قرآن کریم احکام کی کتاب ہے یہ اسلامی شریعت اور ہدایت ہے اس میں بیان ہونے والے احکام کو ہماری اصطلاح میں دوحصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک اوامر ہیں اور دوسرے نواہی ہیں، کچھ کرنے کی باتیں ہیں اور کچھ سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے گویا کچھ باتیں ایسی ہیں جو کرنی چاہئیں اور کچھ ایسی ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔

پس جہاں تک نواہی کا تعلق ہے قرآن کریم نے ہمیں کئی جگہ بتایا ہے کہ اگر ایسا کروگے تو اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہوجائے گا۔یوں کروگے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو نہیں پاسکوگے۔اس قسم کا فعل صادر ہوا تو تم پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔یہ کام کیا تو خدا تعالیٰ سے دوری پیدا ہوجائے گی۔وغیرہ وغیرہ

غرض بہت سی باتیں نواہی میں شامل کرکے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کردیں۔ان باتوں میں سے دو کو میں اس وقت لوں گا۔

ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (اٰل عمران:58) کہ خدا تعالیٰ ظالموں سے پیار نہیں کرتا۔اگر یہ سچ ہے اور اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ یہ سچ ہے کیونکہ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا ہے کہ ظلم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان سے ناراض ہوجاتا ہے تو پھر کسی احمدی کا کسی واقعہ کا ردّعمل ظالمانہ ہو ہی نہیں سکتا۔اس لئے کہ یہ دنیا اور اس کے جو حوادث ہیں یا اس کے جو زوال پذیر واقعات ہیں ان کی طرف تو ہم توجہ ہی نہیں دیتے ہماری نگاہ تو صرف ایک ہی مرکزی نقطے پر مرکوز رہتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جلّشانہ۔ہمارے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پاک ذات کے ساتھ تعلق پیدا کیا جسے قرآن کریم نے اللہ کہا ہے اور جسے ہم نے پہچانا اور اس کا عرفان حاصل کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا عشق پیدا کیا ہے کہ جس کی مثال اسلام سے باہر مل ہی نہیں سکتی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تعلق کی مضبوطی کا ایک جگہ بڑی سادگی اور آرام کے ساتھ اس طرح بھی اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا آسان ہے۔اس میں کیا مشکل ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت مل جائے کوئی مشکل ہی نہیں ہے وہ جان مانگتا ہے جان دے دو۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے ساتھ اتنا گہرا اور مضبوط رشتہ قائم کیا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔اس لئے جس چیز کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا اور جس حقیقت کا عام اعلان قرآن کریم نہیں کرتا وہ ہمارا ردّعمل نہیں ہوسکتا۔"اگر کوئی شخص احمدی کہلاتا ہو اور اس کا ایسا ردّعمل ہو جو ظلم کی تعریف کے اندر آتا ہو اور جس کے نتیجہ میں اس شخص پر انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ظاہر ہو اور وہ خدا کی محبت سے دور ہو تو وہ احمدی نہیں ہے۔چاہے وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہو۔اس لئے کسی احمدی کا کوئی ردّعمل خواہ دنیا کے حالات کیسے ہی کیوں نہ رونما ہوں ایسا ہو ہی نہیں سکتا جس پر ظلم کی مہر لگی ہو۔پس 7/ستمبر کو ہماری قومی اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی ہے اس کا ردّعمل ایک سچے اور حقیقی احمدی کا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ جس سے کسی پر ظلم وارد ہو"۔

ظلم کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ کسی چیز کا غیر محل میں رکھ دینا یعنی مناسب حال کام نہ کرنا بھی ظلم میں شامل ہے۔ظلم کے معنی مفردات امام راغبؒ کی رو سے حق تلفی کرنا ہوتے ہیں گویا ظلم کے معنی میں حقوق کو تلف کردینا اور حق کے معاملہ میں تجاوز کی راہ کو اختیار کرنا شامل ہے۔امام راغبؒ نے مزید لکھا ہے کہ جب ظلم کا لفظ گناہ کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو اس معنی کے لحاظ سے وہ گناہ کبیرہ پر بھی استعمال ہوتا ہے اور گناہ صغیرہ پر بھی استعمال ہوتا ہے یعنی حق سے چھوٹے سے چھوٹا تجاوز بھی ظلم ہے اور بڑے سے بڑا تجاوز بھی ظلم ہے۔اس میں چھوٹے بڑے کا کوئی فرق نہیں ہے۔پھر انہوں نے لکھا ہے کہ ظلم کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَبَیْنَ اللّٰہِ انسان کے جو تعلقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں، ان میں ظلم ہوجاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں۔انسان ظالم بن کر انہیں ادا نہیں کرتا۔(پس) اس ظلم کی ایک بھیانک توجیہہ یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں، وہ ادا نہیں کئے جاتے۔وہ حقوق اس معنی میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی انسان کی ضرورت ہے۔وہ تو خالق اور مالک ہے اس نے دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے وہ صمد اور غنی ہے اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے۔وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ہر چیز اس کی ملکیت ہے۔ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے جب خدا تعالیٰ کی یہ دو تین صفتیں ہمارے سامنے آتی ہیں تو خدا تعالیٰ کی (ان) صفات کی یہ شکل بنتی ہے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا بھی کیا۔وہ ہر چیز کا مالک بھی ہے لیکن وہ صمد اور غنی بھی ہے اس لئے اسے کسی چیز کی حاجت نہیں۔اس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے جو کیا وہ کیا مگر اسے کسی چیز کی احتیاج اور ضرورت نہیں تھی اسے ضرورت نہ تھی کہ انسان اس کی حمد کرتے، اس کی تسبیح کرتے، اس کے شکر گزار بندے بنتے، اس کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاتے یعنی مظہر صفاتِ الٰہیہ بنتے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا نظارہ دکھاتے۔

غرض خدا تعالیٰ کو دنیا کی کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے احتیاج تو ہمیں ہے لیکن حقوق اللہ کی ادائیگی کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کا حق ہے۔انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی تسبیح کرے، تحمید کرے شرک نہ کرے اور فسق وفجور میں مبتلا نہ ہو۔اس کا کہنا مانے اس کے حکم کو توڑنے والا نہ ہو۔خدا تعالیٰ جو کہتا ہے یعنی جو اوامر ہیں ان کے مطابق کام کیا جائے اور جو کہتا ہے نہ کرو یعنی نواہی ہیں ان کے مطابق قطع تعلق کرلو، تو پھر خدا تمہیں مل جائے گا۔گویا ظلم کے ایک معنی حقوق اللہ کو ادا نہ کرنے کے ہیں۔پس وہ حق جو خدا کا بندہ پر ہے اس میں تجاوز نہ ہو۔اس کو تلف نہ کیا جائے۔

2۔بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَبَیْنَ النَّاسِ کہ وہ حقوق جو ایک شخص پر "الناس" یعنی عوام کے ہیں انسان ان حقوق کو تلف نہ کرے۔اگر تلف کرے گا تو ظالم بن جائے گا۔

3۔بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَبَیْنَ نَفْسِہٖ کہ انسان پر اس کے نفس کے بھی کچھ حقوق ہیں۔آنحضرت ﷺ نے بھی لوگوں کو فرمایا ہے کہ تم اپنے نفس کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کیا کرو مثلاً نفس کا سب سے بڑا حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس قدر روحانی قوتیں اور استعدادیں دی ہیں ان کو صحیح اور کامل نشوونما دے کر وہ اپنے دائرہ کے

اندر خدا تعالیٰ سے قریب سے قریب تر ہو جائے۔

یہ نفس کا ایک حق ہے۔ اس حق کی ادائیگی کے لئے پھر دنیا کے حقوق ہیں مثلاً انسان جان کر اتنا بھوکا نہ رہے کہ کمزوری پیدا ہو جائے اور وہ نفس کے روحانی حقوق نہ ادا کر سکے یا اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے کہ دوسرے انسانوں کا یہ حق ان کو ملتا رہے کہ وہ بھوک، پیاس یا بیماری جس کا علاج نہ ہو ان تکالیف کو دور کرنے کے نتیجہ میں جو روحانی رفعتیں وہ حاصل کر سکتے تھے عبادات زیادہ غور اور توجہ اور

7/ستمبر کی قرارداد کے ردّعمل میں ظلم کا شائبہ تک نظر نہیں آنا چاہیے

انہماک کے ساتھ اور زیادہ وقت دے کر اور روحانی طور پر زیادہ سختیاں برداشت کر کے اس میں کمی واقع ہو جائے اور وہ اپنے دائرہ استعداد میں ان روحانی رفعتوں کو حاصل نہ کر سکے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے۔ یہ پہلو بھی نفس کے حقوق کے اندر آجاتا ہے اور یہ نفس کے حقوق کے اندر اس لئے آجاتا ہے کہ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَبَیْنَ النَّاسِ کی رو سے عوام کے حقوق جو ایک شخص واحد پر ہیں، اس میں بھی آتا ہے اور وہ الناس کے نقطہ نگاہ سے ہے اور بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَبَیْنَ نَفْسِہٖ میں اس کے اپنے نقطۂ نگاہ سے کیونکہ وہ شخص جو اپنی شخصیت کو روحانی طور پر نشوونما دینے کی کوشش کر رہا ہے اگر وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتا کہ اس کا جو ماحول ہے اس میں اس کے حقوق مل رہے ہیں۔ اگر نہیں تو نشوونما کے اندر کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہر انسان اپنی نشوونما کی خاطر غیر کی نشوونما میں تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدۃ:3) کے حکم کے مطابق کوشش کرتا ہے۔

پس ظلم کے یہ تین معنے کئے گئے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظلم کے کسی معنی میں بھی خدا تعالیٰ ظالم سے پیار نہیں کرتا۔ اس لئے جماعتِ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے افراد کا کوئی ردّعمل 7 ستمبر کی قرارداد پر ایسا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں وہ ظالم ٹھہر جائیں۔ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا ان کا ردّعمل ایسا ہوگا کہ خدا تعالیٰ انہیں یہ کہے گا کہ میرے پیارو! میرے اور قریب آجاؤ کہ جب تمہیں دکھ دیا گیا تو تم میرے حقوق نہیں بھولے بلکہ میرے پیار اور رضا کو حاصل کرنے کے لئے اور زیادہ کوشش کی۔

دوسری چیز جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ کے پیار اور محبت سے محروم ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت 206 میں فرمایا ہے: کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ فساد کے معنے ہیں: ”خُرُوْجُ الشَّیْءِ عَنِ الْاِعْتِدَالِ“ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیچ کا راستہ ہے یا خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے صراط مستقیم یعنی سیدھی راہ بنائی ہے اس سے بھٹک کر انسان اگر دائیں چلا جائے تب بھی اور بائیں چلا جائے تب بھی خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم ہو جاتا ہے۔ فساد کے مقابلہ میں صلاح کا لفظ آتا ہے کیونکہ فساد منفی معنوں میں دلالت کرتا ہے۔ اس لئے گویا صلاح کا نہ ہونا صلاح کا فُقدان فساد کہلاتا ہے اور صلاح کے معنے فساد کے معنوں پر روشنی ڈالتے ہیں اور صلاح کے معنے (جب یہ لفظ صالح اسم فاعل کے طور پر استعمال ہوتا ہے) تو اس وقت اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ”اَلْقَائِمُ بِمَا عَلَیْہِ مِنَ الْحُقُوْقِ وَالْوَاجِبَاتِ“ کہ ہر وہ انسان جس پر اللہ تعالیٰ نے جو حقوق اور واجبات مقرر کئے ہیں اور یا اس کی صلاحیت میں رکھے ہیں وہ ان سے منحرف نہ ہو بلکہ مضبوطی کے ساتھ وہ اپنے اس مقام پر کھڑا ہو جو مقام کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے۔ چنانچہ دنیا میں جتنا فتنہ وفساد، لڑائیاں جھگڑے اور ظلم ہوتے ہیں دراصل ان کی جڑ یہ فساد ہی ہوتا ہے۔ انسان کسی (دوسرے) کا حق دینے سے گریز کرتا ہے اور اپنا حق لینے کے لئے دوسرے کا سر پھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

پس ہر ایک احمدی کا جو حق ہے وہ اسے ملنا چاہیئے خواہ وہ کوئی ہو۔ ہمارا اشد ترین مخالف بھی ہے تب بھی ہر احمدی یہ کہتا ہے کہ اس کے جو حقوق خدا تعالیٰ نے اور ہمارے دستور نے اور قانون نے بنائے ہیں وہ ان کو ملنے چاہئیں۔ کسی احمدی یا کسی جماعت احمدیہ یا مرکز احمدیت کا یہ مطالبہ نہ کبھی ہوا نہ کبھی ہمارے دماغوں میں آیا بلکہ ہم تو ہمیشہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو جو احمدی نہیں اور جن پر انتظامی ذمہ داریاں ہیں ان سے باتیں کرتے ہوئے انہیں سمجھایا کرتے ہیں کہ دیکھو ہر آدمی کا جو بھی حق ہے وہ اسے ملنا چاہیئے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ احمدیت کی مخالفت کرتا ہے یا احمدی ہے یا احمدیت کے متعلق نہ مخالفانہ رائے رکھتا ہے اور نہ اسے قبول کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے جو حقوق قائم کئے ہیں وہ اسے ملنے چاہئیں ورنہ تو ساری دنیا میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ پس لڑائی جھگڑے جنہیں ہم عام معنوں میں فساد کہتے ہیں ان کی جڑ ہی یہ ہے کہ انسانوں کے ایک گروہ کو ان کے حقوق نہیں ملتے اور وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔ ان کو اتنا غصہ چڑھتا ہے کہ وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے حقوق مارنے شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح غلط قسم کا چکر چل پڑتا ہے۔ پس ایک احمدی چونکہ اپنے دل میں خشیت اللہ رکھتا ہے اور چونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے اس لئے وہ کہتا ہے کہ مجھے کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہیئے جو فساد کا موجب ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فساد سے پیار نہیں کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ فساد سے پیار نہیں

احمدی کا ردّعمل خود کو ظالم اور مفسد ٹھہرانے والا نہیں ہونا چاہیے

کرتا تو فسادی سے پیار کیسے کرے گا۔

پس ایک احمدی کا ردّعمل 7، ستمبر کی قرارداد پر ایسا نہیں ہوگا کہ اس میں دنیا ظلم کا شائبہ دیکھے اور نہ ایسا ہوگا کہ اس کے نتیجہ میں فساد پیدا ہو اور لوگوں کی حقوق تلفی ہو یا ان کے حقوق تلف ہونے کے حالات پیدا ہو جائیں کیونکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض جگہ فساد کے نتیجہ میں وہ لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں جو فسادی نہیں ہوتے اور نہ وہ کسی کے حقوق تلف کر رہے ہوتے ہیں مگر وہ بھی فساد کی زد میں آجاتے ہیں مثلاً دو ہمسائے لڑ پڑتے ہیں تو ان میں سے ایک بہرحال حق پر نہیں ہوتا یا بعض دفعہ جب دو

آدمی لڑ پڑتے ہیں تو تین شکلوں میں سے ایک شکل ضروری ہوتی ہے یا دونوں حق پر نہیں ہوتے۔ ہر دو اپنے حقوق سے زیادہ کا مطالبہ کر رہے ہوتے ہیں یا ان میں سے ایک حق پر ہوتا ہے مثلاً زید حق پر ہوتا ہے اور بکر حق پر نہیں ہوتا یا بکر حق پر ہوتا ہے اور زید حق پر نہیں ہوتا۔ اب بکر اور زید کی لڑائی میں ان کے ہمسائے جو دو گھر پرے ہٹ کر ہوتے ہیں اور ان کی لڑائی میں شامل نہیں ہوتے وہ بھی متاثر ہوتے ہیں اور وہ اس طرح کہ لڑائی کرنے والوں میں سے غصہ میں آ کر کوئی ایک آدمی بجلی کا پول اڑا دیتا ہے۔ جس سے ساری گلی میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ کئی گھروں کے معصوم بچے امتحان کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں ان کا وقت ضائع ہونے کی وجہ سے ان پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ فساد میں شامل ہی نہ تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ ایک بڑی پیاری اور حسین آیت کے ایک ٹکڑے میں فرمایا ہے کہ ایسے گناہ کرنے سے بچا کرو کہ جب ان پر گرفت کی جاتی ہے تو وہ لوگ بھی سزا اور عذاب کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک حقیقتِ زندگی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں ہوتا البتہ اس سے انسان پر اعتراض واقع ہوتا ہے کہ اس نے اپنے ماحول کو مومنانہ اور صالحانہ کیوں نہیں رکھا۔ بہر حال یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ میں اس وقت مختصراً دو منفی پہلوؤں پر روشنی ڈال رہا ہوں۔

جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ جماعت احمدیہ مجھ سے ایک سوال یہ کر رہی ہے کہ مذکورہ قرارداد پر تبصرہ کیا جائے۔ اس کا جواب میں دے چکا ہوں کہ میرے تبصرہ کو سننے کے لئے کچھ دیر انتظار کرو۔ میں غور کر رہا ہوں میں دعائیں کر رہا ہوں۔ میں مشورے لے رہا ہوں اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو اسی کی توفیق سے اگلے جمعہ کے خطبہ میں یا جب خدا چاہے گا۔ انشاء اللہ تبصرہ ہو گا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ہمارا ردّ عمل کیا ہونا چاہیئے؟ میں دوستوں سے کہتا ہوں کہ تمہارا ردّ عمل یہ ہونا چاہیئے کہ نہ تم ظالم بنو خدا کی نگاہ میں اور نہ تم مفسد بنو خدا کی نگاہ میں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا کوئی ردّ عمل ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ جس میں سے ظلم کی بُو آتی ہو یا اس کے اندر فساد کی سڑاند پائی جاتی ہو ہمارا ردّ عمل بالکل ایسا نہیں ہو گا۔ اور بھی باتیں ہیں لیکن آج کے لئے یہی دو کافی ہیں۔ یہ میرا کام ہے کہ اسے آہستہ آہستہ واضح کرتا چلا جاؤں۔ ردّ عمل کے منفی پہلو پر بھی شاید مجھے کچھ اور کہنا پڑے گا۔ پھر اس کے مثبت پہلو بھی بتاؤں گا اور اپنے وقت پر انشاء اللہ تبصرہ بھی کروں گا۔ مجھے خوشی ہے کہ آج بہت سارے لوگ باہر سے بھی آئے ہوئے ہیں ان کو ایک حصہ مل گیا ہے۔ باقی حصوں کے متعلق سننے کے لئے بھی وہ ہر جمعہ کو آیا جایا کریں اور احباب دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے صحت سے رکھے اور مجھے توفیق دے کہ میں اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکوں۔

جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ تھا آپ کا وجود امت محمدیہ کے وجود سے علیحدہ نہیں تھا۔ اس لئے آپ کے نائبوں کے جو نائب ہیں ان کے مبائع کا وجود اور خلیفۂ وقت کا وجود علیحدہ علیحدہ نہیں ہے بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ پس جو میں سمجھا اور جو خدا نے مجھے بتایا اس کے آگے سارے جسم پر اثر ہونا چاہیئے۔ حتی کہ اس کا اثر انگلیوں کے ناخنوں اور پاؤں کی انگلیوں تک سرایت کرنا چاہیئے یہ ایک حقیقت ہے اس کا سمجھنا ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر ایسا نہ ہو کہ ہماری انگلی کسی اور طرف منہ کر کے ہل رہی ہو اور ہمارا دماغ خدا کی طرف نگاہ کئے اللہ تعالیٰ کی حمد میں مشغول ہو۔ اس طرح کرنے پر تضاد پیدا ہو جائے اور ہماری انگلی اتنی بیمار سمجھ لی جائے کہ اسے کاٹنا پڑ جائے انشاء اللہ یہ نہیں ہو گا۔

باقی جہاں تک کسی کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا سوال ہے یہ تو میں شروع سے کہہ رہا ہوں اس قرارداد سے بھی بہت پہلے سے کہتا چلا آیا ہوں کہ جس شخص نے اپنا اسلام لاہور کی مال (روڈ) کی دکان سے خریدا ہو، وہ تو ضائع ہو جائے گا لیکن میں اور تم جنہیں خدا خود اپنے منہ سے کہتا ہے کہ تم (مومن) مسلمان ہو تو پھر ہمیں کیا فکر ہے دنیا جو مرضی کہتی رہے تمہیں فکر ہی کوئی نہیں۔ باقی تبصرے بعد میں ہوتے رہیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ ستمبر 1974ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

اے شہرِ خرد والو! ماضی پہ نظر ڈالو

بے باکی و بے ادبی
ہر دَور کی بولہبی
عربی ہو کہ ہو عجمی
کس کام کی بوالحکمی
اے شہرِ خرد والو!
ماضی پہ نظر ڈالو
اقوامِ گزشتہ کی
تاریخ کبھی دیکھی؟

اب نام و نشان اُن کا
دنیا میں نہیں ملتا
کیا زعم تھا کثرت کا
یا طنز 'اَرَاذِلُنَا'
یا 'اَوْ لَتَعُوْدُنَّ
فی مِلَّتِنَا' کیا تھا
کب حق سے نہ ٹکرائی
رسم و رہِ آبائی
کب عاد و ثمود اُٹھے
ہیں شہر کہاں اُن کے
کیوں بہر پذیرائی
تقدیر سدوم آئی
کس نے یہ کیا دعویٰ
انا ربکم الاعلےٰ
مقتل میں مسیح بھی
کیوں لایا صلیب اپنی
کس آگ کو حکم آیا
'بَرْدًا و سَلٰمًا' کا
ایمان رہا غالب
یا شعب ابی طالب
دانش ورو داناؤ!
کچھ غور تو فرماؤ؟

یہ دشتِ جنوں میرا
کیوں تم نے اسے گھیرا
کیوں دار و رسن لائے
کیوں خِشت بدست آئے

(عبدالمنان ناہید)

1974ء میں ہونے والی بحث میں

کس کا مؤقف درست ثابت ہوا؟

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

1974ء میں پاکستان کی آئین میں دوسری ترمیم قانون سازی اور آئینی تاریخ میں ایک منفرد واقعہ ہے۔اس ترمیم کے ذریعہ ایک مذہبی فرقہ کے بارے میں ان کی مرضی کے بغیر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کے مذہب کا کیا نام ہونا چاہیے یعنی پاکستان میں احمدیوں کو آئین اور قانون کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دیا گیا۔اس کے بارے میں مختلف زاویوں سے بحث ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل یہ جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ مستقبل میں اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

جماعتِ احمدیہ کا مؤقف

جب قومی اسمبلی میں اس مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی تو اس بارے میں دو مختلف آراء سامنے آ رہی تھیں۔ایک رائے تو وہ تھی جو جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کی جا رہی تھی۔اور جماعت احمدیہ کے محضر نامہ کے پہلے باب میں وہ صورتیں بیان کی گئی تھیں جو اس قسم کا فیصلہ کرنے کی صورت میں پیدا ہوں گی اور ان الفاظ میں یہ نتیجہ نکالا گیا تھا کہ اگر یہ فیصلہ کیا گیا تو یہ فیصلہ:

”بشمول پاکستان دنیا کے مختلف ممالک میں ان گنت خرابیوں اور فساد کو دعوت دینے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔“[محضر نامہ ص10]

اور اس فیصلہ کے بعد جو مزید فسادات پیدا کرنے کی سازش کی جا رہی ہے اس کی کچھ تفصیل ان الفاظ میں بیان کی گئی

”مذہب کے نام پر پاکستان کے مسلمانوں کو باہم لڑانے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کی ایک دیرینہ سازش چل رہی ہے۔“[محضر نامہ ص167] اور صرف دعویٰ ہی پیش نہیں کیا گیا بلکہ قومی اسمبلی میں یہ ثبوت بھی پیش کئے گئے کہ مولوی حضرات ایک عرصہ سے یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ابھی تو ایک فرقہ سے یہ جہاد شروع کیا گیا ہے،اس کے بعد دوسرے فرقوں کی خبر لی جائے گی۔اور احمدیوں کے علاوہ دوسرے فرقوں کے افراد کو بھی واجب القتل یا واجب التعزیر قرار دیا جائے گا۔اور ارکانِ اسمبلی کو ان الفاظ میں خبردار کر دیا گیا تھا

”اگرچہ موجودہ مرحلہ پر صرف جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر زور ڈالا جا رہا ہے مگر دشمنانِ پاکستان کی دیرینہ سکیم کے تحت امتِ مسلمہ کے دوسرے فرقوں کے خلاف بھی فتنوں کا دروازہ یقیناً کھل چکا ہے۔“
[محضر نامہ ص168]

جماعت احمدیہ کا وفد جو پورے تیرہ دن تک پاکستان کی قومی اسمبلی 1974ء پر چھایا رہا

دائیں سے بائیں: محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب۔ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کا موقف

یہ تو جماعتِ احمدیہ کا موقف تھا اور ایک دوسرا موقف بھی تھا جسے ممبرانِ اسمبلی کے سامنے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے پیش کیا تھا۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں پر یہ موقف بھی درج کیا جائے۔ اپوزیشن کے 37 ممبرانِ اسمبلی نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی تھی۔ اور اس قرارداد میں یہ موقف پیش کیا کہ اسلام کے دشمنوں نے نعوذُ باللہ جماعتِ احمدیہ کو اس لئے قائم کیا تھا تا کہ عالمِ اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جاسکے۔ اور اس قرارداد کے اس حصہ کے الفاظ یہ تھے

"نیز ہر گاہ وہ سامراج کی پیداوار تھا۔ اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔" [کارروائی قومی اسمبلی 1974ء ص1883]

اور جب کچھ ممبرانِ اسمبلی نے بعد میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف تقاریر کیں تو ان میں زور دے کر کہا کہ جماعتِ احمدیہ کا یہ موقف غلط ہے کہ اگر جماعتِ احمدیہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا گیا تو مختلف فرقے ایک دوسرے کے خلاف نئی سرگرمی کے ساتھ کفر کے فتوے دیں گے اور نئے فسادات کا دروازہ کھلے گا۔ چنانچہ پیپلز پارٹی کے ایک ممبر اسمبلی ملک جعفر صاحب نے کہا

"میرا تو دل بہت ہی دکھا ہے کہ انہوں نے وہ حوالے پیش کئے ہیں کہ جناب فلاں شیعہ عالم نے سنیوں کے متعلق یہ لکھا ہے سنیوں نے شیعوں کے متعلق یہ لکھا ہے وہ یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہاں مختلف مکتبِ فکر کے لوگ موجود ہیں لیکن ان کا پوائنٹ یہ تھا ایک تو یہ کہ یہ اختلافات تو موجود ہیں پہلے تو ہمارا ابھی ایک اختلاف ہے اور دوسرا ایک اور خوف پیدا کرنا چاہتے تھے کہ ملک میں ایک دفعہ احمدیوں کے خلاف یہ کارروائی ہوئی تو پھر کسی کو اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہیے۔ پھر دوسرے ہر فرقے کے خلاف ہوگا۔ تو اس ضمن میں جناب! یہ گذارش کروں کہ یہ بات بھی غلط ہے۔" [کارروائی 1974ء ص2655]

جب یہ کارروائی اختتام کو پہنچ رہی تھی اس وقت یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ ممبرانِ اسمبلی میں مخالفت کا جنون اس کارروائی کے دوران ہی کتنا بڑھ چکا تھا۔ وہ ایسے مطالبات پیش کر رہے تھے جو نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف تھے بلکہ آئین میں دی گئی ضمانتوں کے بھی خلاف تھے۔ چنانچہ ایک ممبر اسمبلی خواجہ جمال محمد کوریجہ صاحب نے تمام احمدیوں اور بانیِ سلسلہ احمدیہ کو غلیظ گالیاں دینے کے بعد کہا:

"جو ان سے لین دین رکھتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں۔ لہٰذا ان کو اس پاک سرزمین سے نکال کر اس ملک کو پاک کیا جائے۔" [کارروائی 1974ء ص2195]

ان حوالوں سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے یہ موقف پیش کیا تھا کہ جماعتِ احمدیہ کو نعوذُباللہ اسی لئے کھڑا گیا تھا کہ مسلمانوں میں اتحاد ختم کیا جا سکے۔ ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک مسلمانوں کے اتحاد کو قائم رکھنے بلکہ ترقی دینے کے لئے یہ بہت ضروری تھا کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا جائے۔ اس ملک میں ایسے افراد جنہوں نے کبھی نہ کبھی کسی احمدی سے لین دین کیا ہو کروڑوں میں تو ہوں گے۔ یہ سب ان صاحب کے نزدیک نہ صرف کافر بلکہ مشرک تھے۔

مفتی محمود صاحب کی عجیب منطق

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے بہت سے فتاویٰ پیش کئے گئے تھے جن سے واضح ہوتا تھا کہ جو فرقے آج جماعتِ احمدیہ کے خلاف فیصلہ کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، وہ آج تک ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے دیتے رہے ہیں اور اس کے ساتھ یہ موقف پیش کیا گیا تھا کہ اگر جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا تو اس سے مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو شدید نقصان پہنچے گا اور ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جب یہ فتوے پیش کئے گئے تو اس سے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین میں بہت تشویش پیدا ہوئی کیونکہ اس سے جماعتِ احمدیہ کا موقف درست ثابت ہوتا تھا کہ ابھی جماعتِ احمدیہ کے خلاف ظاہری طور پر اتحاد ظاہر کیا جا رہا ہے لیکن اس کے بعد دوسرے فرقوں کے خلاف کفر کے فتووں کی آڑ لے کر مہم چلائی جائے گی۔ اس کے جواب میں مولوی مفتی محمود صاحب نے کہا

"اصل مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لئے دوسرا مغالطہ مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ جو علماء ہم پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ وہ خود ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے چلے آئے ہیں لہٰذا اُن کے فتووں کا اعتبار اُٹھ گیا ہے۔ لیکن اس دلیل کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ چونکہ بعض عطائیوں اور ڈاکٹروں نے کچھ لوگوں کا غلط علاج کیا ہے اس لئے اب کوئی ڈاکٹر مستند نہیں رہا..... لہٰذا ان چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط بے بنیاد اور گمراہ کن ہے۔" [کارروائی 1974ء ص 1994و1995]

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مفتی محمود صاحب اور ان کی جماعت جمعیت علمائے اسلام دیوبندی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یقینی طور پر ان کے نزدیک دار العلوم دیوبند سے جاری کردہ فتاویٰ تو عطائی قسم کے یا غیر معیاری فتاویٰ نہیں ہوں گے۔ یہ جائزہ لیتے ہیں کہ خود دار العلوم دیوبند سے مختلف فرقوں کے بارے میں کیا فتاویٰ جاری ہوئے ہیں۔ خوش قسمتی سے دار العلوم دیوبند کے فتاویٰ آن لائن میسر کر دیئے گئے ہیں۔ ہم انہی کی سائٹ سے کچھ فتاویٰ درج کرتے ہیں۔ ہر فتویٰ کے ساتھ فتویٰ نمبر بھی دیا جاتا ہے تا کہ ہر شخص ملاحظہ کر سکے۔ شیعہ احباب کے بارے میں فتویٰ ہے

"شیعہ اثنا عشری اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے جو ان کی کتابوں میں ملتے ہیں کافر و مرتد ہیں۔ ان کے پیچھے کسی مسلمان کی اقتدا نماز میں جائز نہیں"۔

[فتویٰ(ب):1159=1431/7-948۔ جواب 23352]

آغاخانی احباب کے بارے میں فتویٰ

"یہ فرقہ ضروریات دین کا منکر ہے، اہل سنت والجماعت کو شادی بیاہ اور دیگر اسلامی معاملات وابستہ رکھنا اس سے جائز نہیں۔"

[فتویٰ(ھ):1674=1431/9-1230۔ جواب# 24717]

اہلِ حدیث کے بارے میں فتویٰ

"اہل حدیث نام رکھ کر جو لوگ گمراہی پھیلا رہے ہیں ان کے ضلو او اضلوا کا مصداق ہونا ظاہر ہے۔"

[فتویٰ(ھ):1538=1432/8-936۔ جواب# 33557]

پرویزی فرقہ کے بارے میں فتویٰ ہے

"حقیقت یہ ہے کہ یہ فرقہ قرآن کریم اور مذہب اسلام کا بھی مخالف ہے۔"

[فتویٰ(ل):500=1432/4-119۔ جواب# 29620]

[http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/False-Sects- 29620/accessed on 12.72019]

صرف ان فتاویٰ سے مفتی محمود صاحب کا دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ احمدیوں نے خود اپنے آپ کو باقی مسلمان فرقوں سے علیحدہ کیا ہے۔ وہ ان میں شادیاں نہیں کرتے اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اور باقی فرقوں کے مستند علماء نے ایک دوسرے کے خلاف فتوے نہیں دیئے۔ اگر یہ الزام کسی پر لگتا ہے تو خود دیوبندی علماء پر جن میں مولوی مفتی محمود صاحب بھی شامل تھے۔ لیکن اس مضمون کا اصل مقصد یہ دیکھنا ہے کہ کیا 1974ء میں آئینِ پاکستان میں بزعم خود احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں میں اتحاد بڑھا یا پھر وہ خدشات صحیح ثابت ہوئے جن کا اظہار جماعتِ احمدیہ کی طرف سے کیا گیا تھا۔

جماعت کی مخالفت کے پردے میں کیا ہو رہا تھا؟

یہ جائزہ لینے کے لئے ایسے جانے پہچانے مصنفین کی تحقیقات کے حوالے پیش کئے جائیں گے جن کا جماعتِ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور ان کو پڑھنے کے بعد پڑھنے والے اپنا نتیجہ خود نکالیں گے۔ اس کے لئے ہم 1974ء سے بھی ایک سال پہلے کے واقعات کو دیکھتے ہیں۔ 31 دسمبر 1972ء کو ایک کمیٹی کے تجویز کردہ آئین کا مسودہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش ہوا اور اس پر کئی ماہ کی بحث شروع ہوئی اور اسے 10 اپریل 1973 کو منظور کر لیا گیا۔ اس میں پاکستان کے صدر اور وزیرِ اعظم کے حلف نامے میں ختمِ نبوت کے عقیدے کا حلف اُٹھانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یہ چیز دوسری آئینی ترمیم کی بنیاد تھی۔ اس کو بنیاد بنا کر تین ہفتہ کے اندر اندر 29/اپریل 1973 کو آزاد کشمیر اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی کہ جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ ایک طرف اسمبلیوں میں یہ کھیل کھیلا جا رہا تھا اور دوسری طرف پسِ پردہ کیا تیاریاں ہو رہی تھیں؟ اس کے بارے میں دہشت گردی کے موضوع پر مشہور مصنف مجاہد حسین صاحب دہشت گرد تنظیم کے بانی مسعود علوی صاحب کے بارے میں تحریر کرتے ہیں

"انہوں نے جامع مسجد خیر المدارس میں مارچ 1973 کو اپنے ہمنوا علماء کی موجودگی میں ایک جہادی تنظیم جمعیت المجاہدین کی بنیاد رکھی جس کا مقصد پوری دنیا میں اسلام کی عسکری قوت کو ثابت کرنا تھا۔۔۔۔ اس جماعت کا پہلا نشانہ احمدی فرقہ بنا خیر المدارس اور دیگر مدرسوں کے طلباء کو عسکری تربیت دینے کے لئے علی پور جتوئی کے قریب جنگل میں ایک مرکز قائم کیا گیا۔"

[پنجابی طالبان مصنفہ مجاہد حسین ناشر سانجھ لاہور 2011ء ص 99]

اسی صفحہ پر مجاہد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ جب جماعتِ احمدیہ کے خلاف شورش ختم ہو گئی تو جمعیت المجاہدین کے دہشت گرد منتشر ہو گئے لیکن مسعود علوی صاحب نے مدرسوں میں عسکری تربیت دینے کے لئے مختلف مدارس سے رابطے کرنا شروع کئے اور آخر جماعتِ احمدیہ کے ایک اور مخالف خواجہ خان محمد خان آف کندیاں نے انہیں اپنے مدرسے میں دہشت گردی کی تربیت دینے کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جس پہلی اہم شخصیت نے اس مدرسے میں مسعود علوی صاحب کی ٹریننگ کے کمالات ملاحظہ کئے وہ جمعیت علمائے اسلام کے قائد مولوی مفتی محمود صاحب ہی

تھے جنہوں نے 1974ء میں قومی اسمبلی میں سب سے پہلے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کا موقف ایک طویل تقریر کر کے پیش کیا تھا۔ قصہ مختصر یہ کہ مدرسوں میں دہشت گردی کی ٹریننگ کا آغاز جماعتِ احمدیہ کی مخالفت کی آڑ میں کیا گیا تھا اور پھر اس نے پورے پاکستان بلکہ ملک سے باہر بھی فتنہ وفساد کا ایک طوفان برپا کر دیا۔

موجودہ حالات کا نقطہ آغاز کیا تھا؟

پاکستان میں دہشت گردی کے موضوع پر ایک نمایاں تحقیق کرنے والے خالد احمد صاحب جنہوں نے اس موضوع پر کئی کتب لکھی ہیں پرنسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد قاسم زمان کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

Muhammad Qasim Zaman on the other hand thinks that Pakistan's trend towards sectarianism began quite early from the early1950s with agitation against Ahmedi community. According to his analysis the apostatization of Ahmedis in 1974ء put Pakistan on a slippery slope ……..

(Sectarian War by Khalid Ahmed, published by Oxford Press 2012 p 10)

ترجمہ: دوسری طرف محمد قاسم زمان کا خیال ہے کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ رجحانات بہت جلدی یعنی 1950 کی شروع کی دہائی میں احمدیوں کے خلاف فسادات کے ساتھ شروع ہو گئے تھے۔ ان کے تجزیے کے مطابق 1974ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے عمل نے ملک کو ایک پھسلنے والی ڈھلوان پر چھوڑ دیا تھا۔

شیعہ مسلمانوں کے خلاف فتاویٰ

جیسا کہ 1974ء میں جماعتِ احمدیہ نے قومی اسمبلی کے ممبران کو خبردار کر دیا تھا کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ فسادات ایک سازش کا حصہ ہیں اور جلد دوسرے فرقوں کے خلاف بھی فتوے جاری کئے جائیں گے۔ اس وقت اسمبلی میں شیعہ ممبران بھی جماعتِ احمدیہ کے خلاف دوسرے ممبران کے ساتھ شامل تھے لیکن جلد ہی ان کے خلاف بھی انہی فتاویٰ اور الزامات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور عبرت کا مقام ہے کہ ان پر بھی وہی الزامات تقریباً اسی طرح لگائے گئے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں

1۔ جماعتِ احمدیہ پر سب سے بڑا الزام یہی لگایا جا رہا تھا کہ وہ نعوذُ باللہ ختمِ نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اور جلد ہی کئی مخالفین احمدیت نے یہی الزام شیعہ فرقہ پر بھی لگایا۔ چنانچہ مولوی منظور نعمانی صاحب شیعہ احباب کے ائمہ اہلِ بیت کے بارے میں نظریات کا ذکر کر کے لکھتے ہیں

"خلاصہ یہ ہے کہ منصبِ امامت الوہیت اور نبوت کا ایک مرکب ہے اور اس منصب کے حامل ائمہ خداوندی صفات اور اختیارات اور مقامِ نبوت دونوں کے جامع ہیں یعنی عقیدہ امامت کی زد براہِ راست عقیدہ توحید اور عقیدہ ختمِ نبوت پر پڑتی ہے۔"

[ایرانی انقلاب مصنفہ محمد منظور نعمانی صاحب ص293]

اور 1986 میں دار العلوم بنوری ٹاؤن کراچی سے یہ فتویٰ جاری کیا گیا کہ قادیانیوں کی طرح شیعہ بھی ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔ اسلئے خارج از دائرہ اسلام ہیں۔ اسی طرح دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے بھی شیعہ احباب کے مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور یہ دونوں مدرسے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں اہم کردار ادا کرتے رہے تھے۔

Sectarian War by Khalid Ahmed, published) (by Oxford Press 2012 p88

2۔ 1974ء کی کارروائی کے دوران جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے جو قرارداد جمع کرائی تھی، اس میں ایک الزام یہ بھی لگایا گیا تھا کہ نعوذُ باللہ جماعتِ احمدیہ کو مغربی سامراج نے اپنے مقاصد کے لئے کھڑا کیا تھا تا کہ مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کیا جا سکے۔ [کارروائی 1974ء ص1883] اور یہ الزام بھی لگایا گیا کہ نعوذُ باللہ مسلمانوں میں احمدی یہودیوں اور عیسائیوں کے ایجنٹ ہیں۔ اور پھر یہی الزام شیعہ فرقہ پر لگایا گیا مولوی منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں۔

"شیعت اسلام کے اندر سے تخریب کاری اور مسلمانوں میں اختلاف وشقاق پیدا کرنے کے لئے یہودیت ومجوسیت کی مشترکہ کاوش سے اس وقت وجود میں آئی تھی۔۔۔"

[ایرانی انقلاب از محمد منظور نعمانی صاحب صفحہ 292]

اور شدت پسند مولوی احباب نے یہ اعلان بھی کیا کہ شیعہ احباب اسلام کے دشمنوں کے ایجنٹ ہیں۔

Sectarian War by Khalid Ahmed, published) (by Oxford Press 2012 p 148

3۔ 1974ء میں جماعتِ احمدیہ کو اپنے زعم میں غیر مسلم قرار دینے کی ایک اہم وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ نعوذُ باللہ احمدی قرآنِ کریم میں تحریف کرتے ہیں۔

[کارروائی 1974ء ص1946 و1973]

اور پھر انہی مولویوں نے شیعہ احباب پر یہ کہہ کر کفر کا فتویٰ لگایا کہ شیعہ فرقہ کے احباب قرآنِ کریم کو تحریف شدہ مانتے ہیں۔ اسی طرح خود مولوی مفتی محمود صاحب نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ جو شیعہ قرآنِ کریم کو تحریف شدہ مانتے ہیں وہ کافر ہیں۔

Sectarian War by Khalid Ahmed, published) (by Oxford Press 2012 p128

[فتاویٰ مفتی محمود جلد 1، مطبع اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور، بار دوئم جون 2002 ص232]

4۔ 1974ء میں قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی کے دوران بار بار جماعتِ احمدیہ کے خلاف فیصلہ کی ایک بڑی دلیل یہ بیان کی گئی تھی کہ سعودی اثر میں کام کرنے والی رابطہ عالمِ اسلامی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کی ہے۔ [کارروائی 1974ء ص1883 و1971] اور پھر دس سال کے اندر اندر اسی رابطہ عالمِ اسلامی نے شیعہ احباب کے خلاف ایک نفرت انگیز مہم کا آغاز کیا۔ اور ان کے خلاف کتابیں شائع کروائیں اور ان کے کفر کے فتاویٰ شائع کئے۔

(Sectarian War by Khalid Ahmed, published by Oxford Press 2012 p300)

فتووں کے بعد قتل وغارت کا سلسلہ

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ کیا بات محض فتووں تک محدود رہی یا پھر ان فتاویٰ کو بنیاد بنا کر جن کے خلاف فتوے دیئے جا رہے تھے ان کو مزید مظالم کا نشانہ بنایا گیا؟ حسبِ سابق جو حقائق درج کئے جائیں گے ان کے ساتھ ایسی معروف کتب کے حوالے درج کئے جائیں گے جن کے مصنفین کا جماعتِ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس موضوع پر مشہور محقق خالد احمد صاحب لکھتے ہیں کہ 1974ء کے بعد ہی شیعہ احباب کے خلاف کفر کے فتاویٰ کا سلسلہ زور پکڑ گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1980ء کی دہائی میں جنرل ضیاء صاحب کے عہد میں مانسہرہ، چلاس، کوہستان اور سرحد کے دوسرے علاقوں سے دہشت

گردوں کے باقاعدہ لشکر بن کر گلگت کی طرف روانہ ہوئے ۔ اور جب عید کے روز گلگت پہنچ کر انہوں نے شیعہ آبادیوں پر حملہ کر کے قتل و غارت اور آبروریزی کا سلسلہ شروع کیا تو حکومت نے اس ظلم کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور پھر چند سال بعد 1986 میں شیعہ فرقہ کے خلاف فتووں نے ایک بار پھر زور پکڑا اور اس کے بعد پاراچنار میں شیعہ احباب کی قتل و غارت کی گئی۔

Sectarian War by Khalid Ahmed, published) (by Oxford Press 2012 p20,86, 99

پاکستان کی علماء کونسل کے سابق صدر طاہر اشرفی صاحب نے خود اعتراف کیا کہ انہوں نے جب بعض گرفتار ہونے والے دہشت گردوں سے ملاقات کی تو ان گرفتار ہونے والے دہشت گردوں نے کہا کہ انہیں فتاویٰ دکھائے گئے تھے کہ کچھ دوسرے فرقوں کی عورتیں تمہاری لونڈیاں ہیں اور ان کا مال تمہارے لئے حلال ہے۔

(A debate on Takfeer and Khurooj, edited by Safdar Sial, published by a Narrative Publication 2012, p102)

اس کے بعد یہ شرمناک سلسلہ رکا نہیں ۔ مجاہد حسین صاحب اپنی کتاب "پنجابی طالبان" میں اُس خط کا عکس درج کرتے ہیں جو کہ دہشت گرد تنظیم کی طرف سے شیعہ احباب کو پاکستان میں بھجوایا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ یہ خط اس تنظیم کی طرف سے کافروں یعنی شیعہ فرقہ کے احباب کو لکھا جارہا ہے۔ ان کے سامنے تین راستے کھلے ہیں۔ یا تو وہ اسلام قبول کریں، یا جزیہ ادا کریں یا ہجرت کر جائیں۔ اگر وہ ان میں سے کوئی بھی راستہ اختیار نہ کریں تو پھر ان کی املاک کو لوٹ لیا جائے گا، ان کی عورتوں کو کنیزیں بنایا جائے گا اور ان کے بچوں کو یا مسلمان کر لیا جائے گا یا پھر ان سے بیگار لی جائے گی۔ اس کے بعد اسی تنظیم کی طرف سے کوٹ ادو اور اس کے نواح کے قصبات میں شیعہ احباب کے گھروں میں اسی مضمون کے خط بھجوائے گئے تھے۔

[پنجابی طالبان مصنفہ مجاہد حسین ناشر سانجھ مارچ 2011 ص101و103]

تکفیر کی آگ مزید پھیلتی ہے

اگر کسی کو وہم اُٹھے کہ یہ فتنہ صرف ایک دو فرقوں تک محدود رہے گا تو یہ خوش فہمی دور ہو جانی چاہیے۔ ایک کے بعد دوسرا فرقہ یا مسلک اس اندھی تکفیر کا نشانہ بنتا گیا۔ اس کے بعد ایک ہی فرقہ کے مختلف گروہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہے۔ اس کا آغاز تو 1974ء میں ہوا تھا اس کھائی کی پستیوں کی کوئی حد نہیں۔ مجاہد حسین صاحب لکھتے ہیں

"پنجاب میں تحریکِ طالبان کے ورثاء جو تتر بتر شیعہ تنظیموں کو تقریباً شکستِ فاش دے چکے ہیں، اب ان کے اگلے اہداف بریلوی مسالک کی تنظیمیں ہیں جب کہ پنجاب میں دیوبندیوں کے درمیان واضح تقسیم دیکھی جاسکتی ہے جو تیزی کے ساتھ حیاتی اور مماتی کی عقیدہ جاتی شناختوں کو واضح کر رہے ہیں اور ان کے درمیان پنجاب کے کئی اضلاع میں مناظرے ہو رہے ہیں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔۔ جو لوگ بعد از وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے قائل ہیں وہ حیاتی ہیں اور جو نہیں وہ مماتی ہیں۔"

[پنجابی طالبان مصنفہ مجاہد حسین ناشر سانجھ مارچ 2011 ص275]

ان دھماکوں اور دہشت گردی سے زندہ تو زندہ بزرگوں کے مزار بھی محفوظ نہ رہے۔ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سخی شہباز قلندر کے مزاروں پر ہونے والے دھماکے اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔

مختلف ممالک میں تکفیر کو فروغ کس طرح دیا گیا

جماعتِ احمدیہ کے محضر نامہ میں خبردار کیا گیا تھا کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس فیصلہ کے بعد ان گنت فسادات کا راستہ کھل جائے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ فتنے اور فساد صرف پاکستان تک محدود نہیں رہے۔ دوسرے ممالک میں بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کا عمل تیز سے تیز تر ہوتا گیا اور اس سے پیدا ہونے والی خرابیوں نے ایک بین الاقوامی رنگ اختیار کر لیا۔ سینکڑوں ہزاروں مثالوں میں سے صرف ایک مثال ہی اس صورتِ حال کو واضح کر دیتی ہے۔ سعودی عرب میں حکومت کے زیرِ انتظام ایک دارالافتاء موجود ہے۔ اس کے فتوے دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کروا کر تقسیم کئے گئے ہیں۔ جو بورڈ یہ فتوے جاری کرتا ہے اس کے سربراہ سعودی عرب کے مشہور عالم عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ہیں۔ اس کی جلد دوئم میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو کافر قرار دینے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ایک خط یا فتوے کی درخواست درج کی جاتی ہے جس میں مختلف فرقوں کی طرف مختلف عقائد منسوب کر کے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا ان عقائد کو ماننے والا مسلمان ہے کہ نہیں یا ان سے مسلمانوں والا برتاؤ کرنا صحیح ہے کہ نہیں۔ اس بحث سے قطع نظر کہ یہ الزامات ٹھیک ہیں کہ نہیں، اس کے نیچے اس کا یہ جلالی جواب درج کیا جاتا ہے کہ یہ شخص یقیناً غیر مسلم یا مشرک یا بدعتی یا مرتد ہو چکا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں [یہ مثالیں فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب اردو ترجمہ ناشر دارالسلام لاہور پہلا ایڈیشن جنوری 1999 سے دی جارہی ہیں]

1۔ فرقہ تیجانیہ کے بانی نے نہ صرف نبوت بلکہ الوہیت کی خصوصیات بھی اپنی طرف منسوب کی ہیں۔ ان کے وظائف مشرکانہ ہیں۔ عام آدمی کا تو ان سے میل، جول رکھنا بھی مناسب نہیں۔ [ص204 تا229]

2۔ قادری فرقہ کی بعض کتب کی بعض عبارتیں ایسی ہیں کہ ان سے زیادہ کفر نہیں ہوسکتا۔ [ص231]

3۔ شیعوں کے بہت سے فرقے اسلام سے خارج اور کافر ہیں اور ان کے ساتھ شادی کرنا یا ان کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ درحقیقت شیعت ایک نو ایجاد مذہب ہے۔ [ص238 تا243]

4۔ بوہروں کے فرقہ کی طرف جو طریقے منسوب کئے جاتے ہیں وہ کفر اور ارتداد ہیں۔ ان کے پیر کا دعویٰ زمین پر خدا ہونے کا ہے۔ [ص244 تا251]

5۔ سوال کرنے والے اسماعیلی فرقہ کے بعض عقائد درج کر کے فتویٰ دریافت کیا تو یہ جواب دیا گیا کہ یہ عقائد رکھنے والے کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔ ان سے نکاح کرنا یا مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا جائز نہیں۔ [ص252 تا256]

6۔ بریلوی فرقہ کے طریقوں کو درج کر کے سوال کیا گیا تو جواب دیا گیا یہ امور کفریہ ہیں اور ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ [ص255و256]

اس طرح صرف اس کتاب میں ہی مسلمانوں کی اکثریت کو کسی نہ کسی رنگ میں مشرک یا کافر یا اسلام سے خارج

قرار دیا گیا ہے۔آج کل مشرقِ وسطیٰ میں مختلف مسلمان ممالک کے درمیان جو مسلح تصادم کی کیفیت چل رہی ہے، اس کو پیدا کرنے میں اس قسم کی سرکاری فتویٰ بازی کا بہت کچھ دخل ہے۔

اصل مقصد کیا تھا؟

یہ تو ظاہر ہے کہ جو طبقہ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھا اور اس فتنے کی آگ بھڑکا رہا تھا، وہی طبقہ نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی دوسرے فرقوں کے خلاف بھی کفر کے فتووں کی آگ بھڑکانے کے لئے کوشاں تھا۔مختصر یہ کہ کوشش تھی کہ کسی طرح دنیا بھر کے مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگ جائیں، کسی کو مرتد کسی کو ایجنٹ کسی کو اسلام کا دشمن قرار دے دیا جائے۔لیکن کیا اس پر کہانی ختم ہو جاتی ہے؟ کیا صرف یہی مقصد تھا؟ نہیں ایسا نہیں تھا۔ یہ تو مقصد حاصل کرنے کے لئے صرف ایک راستہ تھا۔مقصد کیا تھا؟ نیچے درج حوالے اس مقصد کو واضح کر دیتے ہیں۔ پہلے کی طرح نہ اپنی طرف سے کوئی بات پیش کی جائے گی اور نہ جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر سے کوئی حوالہ دیا جائے گا۔اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح اقتدار حاصل کیا جائے؟ اگر ملک کے باشندوں کی حمایت حاصل نہیں ہے تو یہ کام انتخابات کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔اس کے لئے بغاوت کا راستہ اختیار کیا جائے۔لیکن لوگوں کو کس طرح آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے ہم وطن مسلمان حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا علم اُٹھائیں۔اسلام کی رو سے یہ تو گناہ ہے۔اس مسئلہ کے لئے بھی وہی پرانا آزمودہ نسخہ حکومت اور حکمرانوں کو کافر اور مرتد قرار دے دو۔ ان کے خلاف بغاوت پر اکسانا آسان ہو جائے گا۔

جب 2007ء میں پاکستان کی حکومت نے دہشت گردوں کو قابو کرنے کے لئے آپریشن شروع کیا اور دہشت گردوں کے پاؤں اکھڑنے شروع ہوئے تو فوری طور پر ایک اجلاس بلایا گیا اور پاکستان کی حکومت کو کافر اور مرتد قرار دے کر فتویٰ داغا گیا چونکہ حکومت تو مرتد ہو گئی اس لئے فوری طور پر اس کے خلاف جہاد شروع کرو۔جب بھی کسی حکومت کے خلاف بغاوت کی جائے تو وہ اپنی فوج کے ذریعہ اس بغاوت پر قابو پاتی ہے۔اب اس کا حل کیا کیا جائے۔اس کا بھی حل یہی نکالا گیا کہ فوج کو فوجیوں کو بھی کافر اور مرتد قرار دے دو اور یہ فتویٰ دے دو کہ ان کا جنازہ درست نہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں تا کہ فوج میں بد دلی پھیلے اور لوگ اپنے ملک کی فوج کے خلاف ہو جائیں۔سید سلیم شہزاد صاحب نے اپنی کتاب Inside Al Qaeda and Taliban میں یہ تفصیلات درج کی ہیں۔

Inside Al Qaeda and Taliban , by Syed Salim) Shehzad, published by Pluto Press 2011, p (42, 46, 162

اور یہ سلسلہ صرف پاکستان تک محدود نہیں تھا دوسرے مسلمان ممالک میں بھی اسی طریق پر شدت پسند طبقہ کو اکسایا گیا کہ وہ اپنی حکومت اور فوج کے خلاف نام نہاد جہاد کریں۔اپنے ہم وطنوں کا خون بہائیں۔اس غرض کے لئے باقاعدہ ایک کتاب "قواعد التکفیر" شائع کی گئی کہ مسلمانوں کو 'کافر' قرار دینے کے کیا کیا طریق ہیں اور مختلف ممالک میں اس کی اشاعت کی گئی۔مختلف ممالک میں مولوی حضرات گئے اور فتوے دیئے کہ تمہاری حکومت اور تمہاری فوج اور تمہارے قومی ادارے اور تمہارے بہت سے ہم وطن اب کافر اور مرتد ہو چکے ہیں۔ان کے خلاف جہاد اب تمہارا فرض ہے۔

Inside Al Qaeda and Taliban , by Syed Salim) Shehzad, published by Pluto Press 2011, (p124-149

اس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں لاکھوں مسلمانوں کا خون ہو چکا ہے۔مسلمان ملکوں کا امن تباہ ہو گیا ہے۔پسماندگی اور غربت نے ڈیرے ڈال لئے ہیں۔لیکن اس تنگ نظر طبقہ کے دل میں یہ کھٹکا موجود رہتا ہے کہ اگر ایک حکومت کو کافر قرار دے کر ہٹا بھی دیا جائے تو بھی ملک کا آئین موجود رہتا ہے۔اور یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ انتخابات کے ذریعہ نئی مسلمان حکومت منتخب کر لی جائے۔اس کا کیا حل ہے؟ چنانچہ اس کے حل کے لئے بھی وہی مجرب نسخہ استعمال کیا گیا کہ جمہوریت کو کفر قرار دے دو۔عدالتیں اس کے خلاف فیصلہ دے سکتی ہیں تو اس کا حل بھی یہی ہے کہ عدالتی نظام کو بھی کفر قرار دے دو۔یہ خیالی باتیں نہیں ہیں پاکستان میں باقاعدہ ایک جلسہ میں صوفی محمد صاحب نے اعلان کیا کہ اسلام میں جمہوریت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ تو بتوں کی پرستش کے مراکز ہیں۔

(Inside Al Qaeda and Taliban , by Syed Salim Shehzad, published by Pluto Press 2011, p174)

1974ء میں آئین میں ترمیم کر کے اپنے زُعم میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اور اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ بیان کیا جاتا ہے۔خدا کی شان کہ پھر وہ دن بھی آیا کہ پاکستان میں مولویوں کے ایک طبقہ نے یہ فتویٰ بھی داغا کہ پاکستان کے آئین کی تو بنیاد ہی کفر پر ہے اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کے خلاف جہاد کریں۔اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ کہ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ چونکہ پاکستان کے آئین کی بنیاد انسانی حقوق کے تصور پر ہے اس لئے یہ غیر اسلامی ہے۔اس سے بڑھ کر اسلام کی دشمنی کیا ہو سکتی ہے۔

A debate on Takfeer and Khurooj, edited) by Safdar Sial, published by a Narrative (Publication 2012, p112,120

یہ تاریخ کوئی خفیہ تاریخ نہیں۔ آخر 1974ء سے پہلے بھی مختلف فرقے موجود تھے۔اور ان کے لٹریچر میں ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتاویٰ بھی موجود تھے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ 1974ء کے بعد کیا ہوا کہ کافر مرتد اور واجب القتل قرار دینے کا طوفان اُمڈ آیا۔کیا 1974ء سے قبل پاکستان میں یا پاکستان سے باہر ان حالات کا تصور بھی کیا جا سکتا تھا؟ آج پاکستان کی زمین پاکستانیوں کے خون سے رنگ دی گئی ہے۔ ملک کا امن تباہ کر دیا گیا ہے۔اب بھی وقت نہیں آیا کہ سب علیحدہ یا مل کر سوچیں کہ آخر ہم سے کیا غلطی ہوئی جس کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑا، تو پھر یہ وقت کب آئے گا؟ اگر 1974ء میں جماعتِ احمدیہ کا یہ انتباہ درست نہیں تھا کہ اگر یہ فیصلہ کیا گیا تو ان گنت فسادوں کا راستہ کھل جائے گا اور کسی کو کافر کسی کو واجب القتل اور کسی کو واجب التعزیر قرار دیا جائے گا، تو پھر ان حالات کا منہ کیوں دیکھنا پڑا ہے؟

سٹیٹ بنک آف پاکستان اسلام آباد کی وہ عمارت جہاں 1974ء میں قومی اسمبلی کا اجلاس ہوتا تھا

احمدیوں کو 'ناٹ مسلم' قرار دینے والے

محمد انیس دیالگڑھی

ممبران قومی اسمبلی کی بوکھلاہٹیں

1974ء کا دور جہاں احمدی مسلمانوں کے لئے سخت آزمائش، کرب واذیت کا دور تھا وہاں خدا کی تائید ونصرت بھی بارش کی طرح نازل ہو رہی تھی اور دشمن کے ہر مکر کو انہیں پر الٹایا جا رہا تھا۔ اور وہ جو چند دن خوشی کے جشن مناتے اور خوش ہوتے رہے کہ آج احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے۔ وہی لوگ چند ماہ بعد یہ کہنے لگ گئے کہ احمدیوں کا تو کچھ بھی نہیں بگڑا بلکہ یہ ''فتنہ'' پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ بہت سے مکروں میں سے ایک مکر قومی اسمبلی میں خصوصی کمیٹی کا تیرہ روزہ اجلاس تھا۔ جہاں اگرچہ بحث تو ہوتی رہی تاہم فیصلہ پہلے سے طے شدہ تھا۔ اور اس سے بھی حیرت انگیز بات یہ کہ احمدیوں کو اس بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا کہ وہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اور اس تیرہ روز کی ساری کارروائی کے دوران اس موضوع پر بحث ہی نہیں ہوئی۔ جو سوالات بھی احمدیہ وفد سے کئے گئے وہ لایعنی اور بالکل بودے تھے۔ جس سے اس تحریک کے علمبرداروں کی بدحواسی اور بوکھلاہٹ واضح ہوتی ہے۔

اور ان احمقانہ سوالات کی وجہ سے کئی مرتبہ اسمبلی میں سوالات پیش کرنے والے جناب اٹارنی جنرل کو بھی خفت اٹھانی پڑتی۔ ان واقعات کے عینی شاہد اور جماعت احمدیہ کے وفد کے ممبر حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب فرماتے ہیں۔

''حق یہ ہے کہ بھٹو صاحب کی حکومت اور نام نہاد جہادی ملاؤں نے خدا کی پیاری جماعت کے خلاف اگرچہ ہمہ گیر فتنہ تو ختم نبوت کے تحفظ کے نام سے اٹھایا تھا اور سربراہ کمیٹی کا بھی کام یہی تھا منکرینِ ختم نبوت کو سزا دینے کے لئے قانون کیا بننا چاہیے مگر یہ حقیقت ہے کہ اسمبلی میں ختم نبوت، اُس کی حقیقت اور اُس کے معنی کے متعلق سرے سے کوئی سوال ہی نہیں کیا گیا بلکہ اٹارنی جنرل اور ملاؤں کے نمائندوں دونوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو محضر نامہ پیش کیا اس میں ختم نبوت سے متعلق اور دیگر اقتباسات اور حوالہ جات میں سے کسی کو بھی چیلنج کرنے یا تنقید کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور اسی بدحواسی کے عالم میں قرآن واحادیث کے خلاف ایک نیا کلمہ ایجاد کر کے اُس کی بنا پر احمدیوں کو Non Muslim قرار دے دیا گیا جس پر گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی ایک مسلمان کا ایمان لانا ثابت نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خلاصہ یہ ہے ؎

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

(اندر کی کہانی عینی شاہد کی زبانی صفحہ 327، 328)

گویا سراسر بے بنیاد باتوں کو بنیاد بنا کر بہت بڑا تیر مارنے کا دعویٰ کیا گیا۔ مولانا موصوف مزید فرماتے ہیں:

''آخری نبی کے سوال پر حضور رحمہ اللہ نے نہایت ایمان افروز اور عارفانہ جواب دیا۔ ''جس کا دعویٰ ہو کہ اس کا اپنا کوئی وجود نہیں اور وہ یہ اعلان کرے۔

''وہ ہے، میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے''

وہ آخری نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں اگر حضرت عیسیٰ موسوی امت کے نبی دوبارہ آجائیں تو وہ یقیناً آخری نبی ہوں گے کیونکہ وہ مستقل نبی تھے اور انہیں براہ راست نبوت کا منصب عطا ہوا تھا''

(اندر کی کہانی عینی شاہد کی زبانی صفحہ 217)

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ قومی اسمبلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر ہونے والے سوالات بے بنیاد اور اس قدر بودے ہوتے کہ خود انہی کے گلے پڑ جاتے تھے۔ ایک ایسے ہی سوال اور اس کے جواب پر اسمبلی میں پیدا ہونے والے ایک ایمان افروز واقعے کی منظر کشی حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے یوں کی ہے۔

بات یہ ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب جناب یحییٰ بختیار صاحب بھٹو گورنمنٹ کی ترجمانی کر رہے تھے وہ شروع سے ہی اس انداز پر چل رہے تھے کہ آپ لوگوں کا مذہب اور ہے ہمارا مذہب اور ہے، آپ کا قبلہ الگ ہے، ہمارا قبلہ الگ ہے۔ اسی دوران انہوں نے کہا کہ دیکھیں جی ہمارے مسیح علیہ السلام کی کتنی توہین کی گئی ہے۔ حضورؒ نے فرمایا۔ کیا؟ یحییٰ بختیار صاحب کے ہاتھ میں ایک چٹ تھی اور وہ چٹ اپوزیشن لیڈرز میں سے کسی کے ذریعے ان تک پہنچی تھی۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''سیرت ابدال'' کے صفحہ 193 پر حضرت مسیح علیہ السلام کی سخت توہین کی ہے اور سخت گستاخی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمانے لگے کہ بانیٔ جماعت کی یہ تحریر میں آج ضرور دیکھوں گا اور کل آ کر ہی اس کا جواب دوں گا۔

اگلے دن اجلاس میں شامل ہونے سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ہمیں یہ ارشاد فرمایا کہ ''سیرۃ ابدال'' کے متعلق کوئی یاددہانی نہ کرائے اب۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی تو یحییٰ بختیار سوال کرے گا یا اس کی مشیت نہ ہوئی تو سوال نہیں کرے گا۔ خدا کی حکمت کہ جاتے ہی جناب یحییٰ بختیار صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب یہ بڑا اہم ترین سوال تھا اور آپ نے اس کو نظر انداز کر دیا۔

فرمایا کون سا؟ حضورؒ چاہتے تھے کہ یہ ٹیپ ہو جائے۔

دوبارہ یحییٰ بختیار صاحب نے کہا آپ کے مرزا نے ''سیرۃ ابدال'' کے صفحہ 193 پر حضرت مسیح علیہ السلام کی جو مسلمانوں کا نبی ہے توہین کی ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ میں نے وعدہ کیا تھا آپ سے۔ رات میں نے وہ کتاب دیکھی ہے۔ اس کتاب کے 193 صفحات تو الگ رہے اس کا سو صفحہ بھی نہیں ہے، اسّی بھی صفحہ نہیں ہے، ساٹھ بھی نہیں، چالیس بھی نہیں، تیس صفحہ بھی مجھے نہیں ملا اس کا، بیس بھی نہیں ملا۔ وہ عربی زبان کا ایک رسالہ ہے اور اس کے صرف سولہ صفحات ہیں اور اس میں خدا کے برگزیدہ بندوں کی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ اب یہ خدا کا عاجز بندہ سولہ صفحے کے رسالے میں سے ایک سو ترانوے صفحہ کہاں سے لا سکتا ہے۔

جب حضورؒ نے یہ ایک خاص انداز میں تبسم کرتے ہوئے یہ جواب ارشاد فرمایا تو وہ منظر ایسا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش ہمارے پاس بھی کوئی کیمرہ ہوتا تو کم از کم یہ منظر تو دنیا کو دکھانے کے لائق تھا۔ میرے سامنے اب بھی وہ نقشہ ہے۔ اپوزیشن کے لیڈر مفتی محمود صاحب، نورانی صاحب، پروفیسر غفور صاحب، ظفر انصاری صاحب یعنی ایک بھاگڑ مچی ہوئی تھی۔ کوئی کہہ رہا تھا مرزا صاحب کی کتاب منگواؤ، کتابیں سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ کوئی اس طرف دوڑا دیکھنے کے لئے، کوئی اپنی کتاب دیکھ رہا ہے محمدیہ پاکٹ بک یا غالباً کوئی اور کتاب۔ اس جواب کے بعد ایک طرف تو یہ قیامت ڈھائی ہوئی تھی اپوزیشن کے مولویوں پر اور ممبروں پر اور دوسری طرف پیپلز پارٹی والوں نے ہوٹنگ کی مگر کوئی آواز نہیں بلند کی۔ یہ ان کی شرافت تھی کیونکہ ویسے بھی پروٹوکول کے لحاظ سے وہ اسمبلی ہال میں کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ لیکن اٹھ اٹھ کر مسکراتے اور اشارے بھی کرتے تھے۔ اگر ان کے اختیار میں بات ہوتی اور اس کو کر سکتے تو پھر وہ وقت تھا کہ اتنی نعرہ بازی ہوتی کہ دنیا دیکھ لیتی۔ جناب یحییٰ بختیار صاحب کا تو یہ عالم تھا کہ اس کے بعد جو سوال آتا کہ کہتے کہ مرزا صاحب! یہ میرا سوال نہیں ہے۔ یہ ان حضرات کی طرف سے آیا ہے۔
(اندر کی کہانی عینی شاہد کی زبانی صفحہ 205-204)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلان کر رکھا ہے۔

مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین

گویا مخالفین صداقت جب بھی اللہ کے بندوں کے خلاف کوئی تدبیر کرتے ہیں تو ان کی تدبیریں خود انہی پر اُلٹا دیا کرتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں جبکہ وہ خود ہی 'لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا' کے مصداق بن رہے ہوتے ہیں۔ مولانا کی زبانی سنیئے کہ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی میں کیسے یہ بات پوری ہوئی اور کس طرح جماعت احمدیہ کو کافر قرار دینے کے جنون میں خود اپنے آپ کو ہی کافر بنا بیٹھے۔ مولانا فرماتے ہیں:

بہت دلچسپ اور دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔ ان کے محضر نامہ میں جو خاص بات کہی گئی اور ''ملت اسلامیہ'' یعنی مولوی تقی صاحب اور سمیع الحق صاحب نے نہیں بیان کی۔ وہ یہ تھی کہ یہ زمانہ جمہوریت کا ہے اور ہمیں اختیار ہے کہ ہم جس کو چاہیں کافر سمجھیں اور جس کو چاہیں فیصلہ کریں کہ کافر نہیں ہے اور اس کے لئے تاریخی ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف قریش مکہ نے دار الندوہ میں فیصلہ کیا تھا اور یہ ان کا حق ہے کیونکہ اکثریت آنحضرت ﷺ کے خلاف تھی۔ اس وجہ سے انہوں نے فیصلہ صادر کیا۔ اسی طرح آج ہمارا حق ہے کہ اکثریت ہونے کی وجہ سے ہم بانیٔ جماعت احمدیہ اور جماعت کے متعلق فیصلہ کریں۔ (اندر کی کہانی عینی شاہد کی زبانی صفحہ 137)

دوسری بات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا موصوف فرماتے ہیں۔

تحقیق سے میں نے ثابت کیا کہ گریگورین کیلنڈر (Gregorian Calender) کا ہجری کیلنڈر کے ساتھ اگر توافق کیا جائے اور تاریخ الخمیس کو دیکھا جائے جو کہ انتہائی مستند تاریخ ہے اسلام کی۔ اس میں 28 صفر تاریخ بتائی گئی ہے دار الندوہ کے فیصلہ کی اور اگر آپ گریگورین کیلنڈر کو دیکھیں، یہ ٹھیک 7/ ستمبر بنتی ہے۔
(اندر کی کہانی عینی شاہد کی زبانی صفحہ 138)

گویا جماعت احمدیہ کو کافر ثابت کرنے کے جنون میں اپنے آپ کو ہی کافروں کا مثیل بنا لیا اور ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام، فسبحان الذی اخزی الاعادی۔

تاریخ اور اختلافی امور پر گہری نظر رکھنے والے معروف احمدی سکالر محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی ان معاملات کا بہت تفصیلی تجزیہ کیا ہے اور اس موضوع پر آپ نے حکومت پاکستان کی طرف سے شائع کی جانے والی اس خصوصی کمیٹی کی کارروائی کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے اس کا نہایت عمدہ محاکمہ کیا ہے اور اس موضوع پر ایک کتاب بھی ''خصوصی کمیٹی میں کیا گزری'' کے عنوان

سے تصنیف کی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کی کتاب میں سے بھی چند واقعات بطور مشتے از خروارے ہدیہ قارئین ہیں۔

"اس خصوصی کمیٹی میں امت مسلمہ کا ایک نہایت اہم اور نازک معاملہ زیر بحث تھا مگر سوال کیا ہو رہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ایک سوال یہ تھا کہ مودودی صاحب کو مسٹر کہہ کر کیوں مخاطب کیا گیا ہے؟ گویا لفظ "مسٹر" سے ان کی تحقیر یا تضحیک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"پانچ لفظ پہلے میں نے مسٹر بھٹو کہا تو ان کی تحقیر نہیں ہوئی تو مسٹر مودودی کہنے سے ان کی تحقیر کیسے ہوگئی"۔ اس پر اٹارنی جنرل کا جواب سنیے۔ کہتے ہیں۔ نہیں آپ کا مقصد تحقیر نہیں مگر جب آپ مسٹر بھٹو، مفتی محمود یا مسٹر مودودی کہتے ہیں تو آپ انہیں ایک ہی کیٹیگری میں رکھ رہے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجد آفریں جواب ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں کہ "کیا یہ میری غلطی ہے؟"

اس پر اٹارنی جنرل نے بال اپنی کورٹ میں دیکھ کر کہا کہ "مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں"

اٹارنی جنرل صاحب نے ایک اور لاتعلق سوال کیا کہ سر اگر کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولے تو کیا یہ جائز ہے؟ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "نہیں، میرے خیال میں یہ جائز نہیں"

اب اٹارنی جنرل صاحب کی جرح سنیے اور سر دھنیے۔ کہتے ہیں فرض کیجیئے ایک طالب علم جھوٹ بول کر یا غلط حلفی بیان دے کر کسی دوسرے طالب علم کا حق مارتا ہے تو آپ کیا کریں گے؟ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "میں 1944ء سے 1965ء تک پرنسپل رہا اور میرے علم کے مطابق ہر بچہ جو میرے پاس آیا اتنا شریف النفس تھا کہ اس نے میرے سامنے غلط بیانی نہیں کی"۔

اٹارنی جنرل: سر آپ بہت خوش نصیب ہیں مگر میرا سوال یہ ہے کہ میں ڈومیڈیکل کالج کا پرنسپل ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ایک مسلمان لڑکا عیسائی بن کر ایک عیسائی لڑکے کی ریزوسیٹ پر کالج میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ ایک طرف تو وہ جھوٹ بول رہا ہے دوسری طرف وہ ایک لڑکے کا حق مارتا ہے مگر آپ کا بیان ہے کہ یہ اس کا بنیادی حق ہے۔۔۔ حضورؒ فرماتے ہیں "اگر اس فعل کے نتیجہ میں اور آپ کے پختہ یقین کے بعد وہ کسی کا حق مار رہا ہے تو آپ کو جس کا حق مارا جا رہا ہے اس کے حق کی حفاظت کرنی چاہیے"۔

اس کے بعد چند ممبران اسمبلی نے ادھر اُدھر کی باتیں کیں مگر کچھ دیر کے بعد اٹارنی جنرل صاحب پھر اسی طالب علم والی مثال پر واپس آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرض کریں وہ عدالت میں چلا جاتا ہے (یعنی وہ طالب علم) حضورؒ فرماتے ہیں کہ "پھر جج پیش کردہ ثبوت کی بنا پر فیصلہ کرے گا"

اسمبلی میں وہ ایسی ہی لایعنی اور لاتعلق مثالیں پیش کر رہے تھے جو یا تو غیر متعلقہ تھیں یا ایسی فرضی مثالیں تھیں جن کو سامنے رکھ کر کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں قرآنِ کریم پر ایمان نہیں لاتا لیکن وہ اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو کیا اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ اب یہ ایک فرضی مثال تھی جب کہ ایسا کوئی مسلمان فرقہ موجود ہی نہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہو اور یہ بھی کہتا ہو کہ ہم قرآن پر ایمان بھی نہیں لاتے اور ایسی فرضی اور انتہائی قسم کی مثال پر کوئی نتیجہ نہیں قائم کیا جا سکتا۔ پھر وہ یہ مثال لے بیٹھے کہ سعودی عرب میں مکہ اور مدینہ میں صرف مسلمان جا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی یہودی اپنے فارم پر اپنا مذہب مسلمان لکھے اور اس بنا پر وہاں پر داخل ہو کر جاسوسی کرنے کی کوشش کرے تو کیا وہاں کی حکومت اسے گرفتار کرنے کی مجاز نہیں ہو گی۔ اس پر حضورؒ نے مختصر مگر جامع جواب دیا کہ "اسے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے الزام میں نہیں بلکہ ایک ملک میں جاسوسی کرنے کے الزام میں گرفتار کیا جائے گا" اور یہ حقیقت تو سب دیکھ سکتے ہیں کہ اس مثال میں کسی مذہب کی طرف منسوب ہونا اتنا اہم نہیں، ایسے شخص پر تو جاسوسی کا الزام لگتا ہے۔ یہاں پر یحییٰ بختیار صاحب کو اپنی مثال کے بودا ہونے کا احساس ہوا تو انہوں نے فوراً بات تبدیل کی اور کہا کہ فرض کریں کہ ایک عیسائی صحافی ہے اور وہ تجسس کی خاطر مکہ اور مدینہ دیکھنا چاہتا ہے اور فارم میں غلط اندراج (False declaration) کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو کیا وہاں کی حکومت اسے روک نہیں سکتی۔ اس پر حضورؒ نے جواب دیا کہ اسے تو False declaration کر دینے کی بنا پر گرفتار کیا جائے گا، غیر مسلم ہونے کی بنا پر گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ اب یہ مثال بھی زیر بحث معاملہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی تھی۔ ایک شخص کسی اور مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے اور اس نے کبھی اسلام قبول ہی نہیں کیا۔ وہ کسی مقصد کی خاطر غلط بیان دیتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان لکھتا ہے۔ اس شخص سے کوئی بھی معاملہ کیا جائے لیکن دوسری طرف بالکل اور صورتِ حال ہے۔ ایک فرقہ ہے وہ اپنے آپ کو ہمیشہ سے مسلمان کہتا رہا ہے اور اس نے کبھی بھی اپنے آپ کو کسی اور مذہب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ ایک سیاسی اسمبلی ایک روز یہ فیصلہ سنانے بیٹھ جاتی ہے کہ اسے اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ دونوں بالکل مختلف نوعیت کی مثالیں ہیں۔

پھر اٹارنی جنرل صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش شروع کی کہ بنیادی حقوق پر بھی حکومت قدغن لگا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے یہ 'معرکہ آراء' مثال پیش کی کہ لیور برادرز کمپنی، لکس نام کا صابن بناتی ہے۔ اگر کوئی اور کمپنی اس نام سے صابن بنانے لگ جائے تو حکومت اسے روکے گی۔ یہ بھی ایک نہایت غیر متعلقہ اور لایعنی مثال تھی۔ صنعتی مصنوعات کے متعلق Patent کرانے کا قانون موجود ہے اور اگر ایک کمپنی چاہے تو اپنی قابلِ فروخت مصنوعات کو اس قانون کے تحت Patent کرا سکتی ہے اور اس کے بعد کوئی اور کمپنی ان ناموں سے منسوب مصنوعات فروخت نہیں کر سکتی۔ اسلام یا کوئی اور مذہب قابلِ فروخت آئیٹم تو نہیں کہ کوئی اور گروہ یہ نام استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی ایک فرقہ نے یہ نام Patent کرا کے اس کے استعمال کی اجارہ داری حاصل کی ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے اٹارنی جنرل صاحب پر واضح فرمایا کہ لیور برادرز کے پاس تو اس نام کو استعمال کرنے کی Monoply ہے اور عقیدہ پر کسی گروہ کی Monoply نہیں ہوتی۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا فرض کریں کہ جہاں تک عقیدہ کا تعلق ہے کسی کے پاس اس کی Monoply نہیں ہے لیکن میں ابھی اس موضوع کی طرف نہیں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب اس موضوع کی طرف آنا ہی نہیں چاہتے

تھے اور نہ ہی اس کی طرف انہوں نے آنے کی کبھی کوشش کی۔اس موقع پر حضورؒ نے یہ مثال بیان فرمائی کہ اگر ایک گروہ کہے کہ عیسائیت کا نام صرف وہی گروہ استعمال کرسکتا ہے اور دوسرے گروہ یا فرقے یہ نام استعمال نہیں کر سکتے۔ یقیناً لکس صابن کی فروخت کی بجائے یہ مثال زیرِ بحث موضوع کے مطابق تھی۔اس پر اٹارنی جنرل صاحب کافی جزبز ہوئے اور کہنے لگے کہ

I am not anticipating any thing please. I am just dealing with the restriction of the human rights.

ایک بار پھر یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ اٹارنی جنرل صاحب اصل موضوع کی طرف آنے کی بجائے اِدھر اُدھر کی باتوں پر وقت ضائع کر رہے ہیں۔''

''پھر انہوں نے آئین کے کچھ حصوں کو بنیاد بنا کر کچھ فرضی مثالیں پیش کر کے حضورؒ سے دریافت کیا کہ کیا اس صورت میں ریاست کے لئے ضروری نہیں ہوگا کہ وہ کسی شخص کے مذہب کے بارے میں فیصلہ کرے مثلاً ایک شخص غیر مسلم ہے لیکن وہ صدر یا وزیر اعظم کے انتخاب میں حصہ لینے کے لئے کاغذات جمع کرا دیتا ہے۔مگر فرضی مثالوں پر بنیاد بنا کر کوئی معنی خیز گفتگو آگے نہیں بڑھ سکتی۔جب حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کیا قانون ہے یہ فیصلہ کون کرے گا کہ یہ شخص مسلمان ہے کہ نہیں؟ تو پہلے اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ چیف الیکشن کمشنر کرے گا۔پھر جب حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ اس مفروضے پر کاغذات مسترد کرسکتا ہے؟ تو اٹارنی جنرل صاحب نے خود کہا کہ نہیں ! فرض کریں کہ وہ نہیں کرسکتا لیکن اس پر اعتراض ہوتا ہے اور اسی گفتگو کے دوران اپنی مثال کو تبدیل کر کے کہا کہ یہ فرضی شخص جو صدر یا وزیر اعظم بننے کے لئے کاغذات جمع کراتا ہے وہ اسلام کے بنیادی ارکین میں سے کسی ایک مثلاً زکوٰۃ کا انکار کر دیتا ہے پھر کیا ہوگا۔پھر کہا کہ فرض کریں کہ ایک عیسائی مسلمان ہونے کا اقرار نامہ جمع کرا کے ان انتخابات میں حصہ لینے کی کوشش کرتا ہے تو کیا ہوگا۔ان کی مثالیں صرف فرضی ہی نہیں بلکہ کئی پہلوؤں سے افسانوی بھی تھیں۔یہ حصہ پڑھتے ہوئے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر فرضی مثال ہی پیش کرنا مقصد تھا تو وہ واضح ذہن کے ساتھ ایک معین مثال کیوں پیش نہیں کر رہے تھے۔کبھی ایک مثال پیش کرتے تھے اور پھر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر بالکل مختلف مثال پیش کر دیتے تھے۔دورانِ گفتگو انہیں خود بھی احساس ہو رہا تھا کہ وہ غلطی پر غلطی کر رہے ہیں اور انہیں خود کہنا پڑا I am just giving you a ridiculous example یعنی میں آپ کو صرف ایک نامعقول مثال پیش کر رہا ہوں اب ہر پڑھنے والا یہ دیکھ سکتا ہے کہ نامعقول اور افسانوی مثالوں کو بنیاد بنا کر کوئی قانون سازی نہیں کی جاسکتی، کوئی سنجیدہ رائے نہیں دی جا سکتی اور نہ کسی نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے۔اس صورت حال کے پس منظر میں اس سیشن کے اختتام پر حضورؒ نے فرمایا:۔

I have already humbly submitted so many times that these extreme examples, these imaginary examples, cannot solve the problem we are facing today. Let us face the facts.

یعنی میں پہلے بھی کئی مرتبہ عاجزی سے یہ کہہ چکا ہوں کہ یہ فرضی مثالیں اور یہ انتہائی نوعیت کی مثالیں ان مسائل کو حل نہیں کرسکتیں جن کا ہمیں آج سامنا ہے۔ہمیں حقائق کا سامنا کرنا چاہیے۔

شعبہ رشتہ ناطہ جرمنی

شعبہ رشتہ ناطہ جرمنی کی کارکردگی میں بہتری کی خاطر اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اور حال ہی میں ان کی نگرانی کے لئے مندرجہ ذیل سیکرٹریان مقرر کئے تھے۔

1۔Mitte مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ۔

2۔Nord مکرم حبیب احمد عمر صاحب ہمبرگ

3۔Süd مکرم مبشر احمد طاہر صاحب ہائیڈل برگ

سیکرٹری رشتہ ناطہ Mitte مولانا نفیس احمد عتیق صاحب بیت السبوح میں قائم شعبہ کے مرکزی دفتر کے بھی نگران ہوں گے۔آپ کا تقرر مکرم طاہر محمود صاحب کی جگہ ہوا ہے۔مکرم طاہر محمود صاحب کو مجلس عاملہ جرمنی میں طویل ترین عرصہ تک خدمت کرنے کی توفیق پانے کا اعزاز حاصل ہے۔موصوف ایک لمبا عرصہ سیکرٹری تعلیم اور اس کے بعد سیکرٹری رشتہ ناطہ رہے۔اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور اجرِ عظیم سے نوازے، آمین۔اسی طرح آنے والے نئے سیکرٹریان کو بھی توفیق بخشے کہ وہ حضور انور کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں، آمین۔

وَالْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

اصل فضیلت تو یہ ہے کہ دشمن بھی پکار اٹھیں!

1974ء میں بھٹو حکومت کی ایماء پر چلائی جانے والی تحریک ختم نبوت کے سرخیل اور قومی اسمبلی کے ممبر سر براہ جمعیت علماء اسلام مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنی اور جملہ ممبران قومی اسمبلی کی کیفیت کا ایک حیران کن نقشہ کھینچا ہے۔ان کی کیفیت کا حال مولانا کی اپنی زبان سے ہی ملاحظہ فرمائیے۔

یہ درست ہے کہ ہمیں بھی تشویش لاحق ہوئی کہ اس (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ناقل) کی تقریر کے بعد بعض ممبروں پر کچھ اثر تھا اور میں نے پہلے بھی آپ کو سنایا تھا کہ جب وہ آئے تو۔۔داڑھی سفید لمبی، جا کر دیکھ لو، سفید، سفید پگڑی، پگڑ، اور قمیض شلوار، اس صورت میں جب وہ اسمبلی کے اندر پہلی مرتبہ داخل ہوئے اور ممبروں نے دیکھا۔اور ممبروں کی اکثریت نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔اور میں بھی انہی میں شامل تھا۔تو ہمیں گھور گھور کر کہنے لگے کہ دیکھو یہ داڑھی سفید، اور تم کہتے ہو کافر ہے۔حد ہوگئی ہے، حد ہوگئی ہے۔یہ پگڑی ...اور کہا، یہ شکل کافر کی ہے؟ مولوی صاحبان تم بھی عجیب باتیں کرتے ہو۔یہ کافر کی شکل ہوسکتی ہے؟۔۔غرض یہ کہ جب وہ اپنے بیان میں جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا اسم گرامی ذکر کرتے تھے تو درود بھی ساتھ پڑھتے تھے۔جب وہ درود پڑھتا تھا (پڑھتے تھے) تو اس طرح ممبروں نے کہا دیکھو یہ تو درود بھیج رہا ہے تم کہتے ہو کافر ہے۔کبھی کبھی وہ قرآن کریم کی آیتیں بھی اس بیان میں پڑھتا تھا (پڑھتے تھے) تو ممبر کہتے کہ دیکھو قرآن کی آیتیں پڑھ رہا ہے تم کہتے ہو کہ یہ کافر ہے۔تو ذہن اس طرح بنا، تشویش اس لئے کی کہ یہ ایک آخری وقت ہے موقع ہے۔اگر اس وقت اسمبلی میں جبکہ مسئلہ پیش ہے، انہیں غیر مسلم قرار نہ دیا اور مسلمان قرار دے دیا، خدانخواستہ تو پھر یہ مسئلہ الجھ گیا۔

(https://www.youtube.com/watch?v=bzLF0NHapHw)

سچ ہے کہ سچ، سچ ہی ہوتا ہے اور بے اختیار زبان پر آ ہی جاتا ہے

شرم تم کو مگر نہیں آتی

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے آئین پاکستان میں ترمیم کر کے جماعت احمدیہ کو قانونی اور آئینی اغراض کے لئے غیر مسلم تو قرار دیا مگر شریعت کے ان نام نہاد ٹھیکیداروں کی اپنی دینی حالت کیا تھی۔ اس بارہ میں حکومت پاکستان نے ایک قرطاس ابیض جاری کیا تھا۔ جس میں ان ارکان اسمبلی کے کردار کا خوب محاکمہ کیا گیا تھا۔ اس قرطاس ابیض کے بعض حصے ہدیہ قارئین ہیں۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)

''شراب اور شباب کے رسیا اور ان اطلاعات کے مطابق (ایک نہایت گندہ لفظ ہے) اس کی لعنت میں بھی مبتلا ہیں۔ وفد کے ساتھ واپس آتے ہوئے ایئر ہوسٹس سے وسکی کی دو بوتلیں طلب کیں اور جب ایئر ہوسٹس نے بوتلیں فراہم کر دیں تو اس نے ایئر ہوسٹس پر دست درازی کی کوشش کی لیکن انہیں جھڑک دیا گیا''۔

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ 182)

یہ تھا اس قومی اسمبلی کے بڑے بڑے چوٹی کے راہنماؤں کا حال جنہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مسلم کا فتوی دیا تھا اور جس فتوی کو یہ لوگ فخر کے ساتھ آج تک دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پھر ایک اور صاحب کے متعلق بتاتے ہیں کہ مبینہ طور پر 1970ء کے انتخابات کے بعد دولت حاصل کی ہے، ان کا خاص معتمد ایک خطرناک سمگلر ہے۔

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ 183)

پھر ایک اور صاحب .... کے متعلق کہا گیا ہے کہ اپنی نوجوانی کے دور سے ہی آزادانہ جنسی تعلقات ان کے کردار کے آئینہ دار ہیں۔ وہ جنسی کج روی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ بڑی بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ شادیاں کرتے اور بیویوں کو طلاق دیتے ہیں اور انہیں بازار حسن کی زینت بننے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

یہی نہیں مزید لکھا ہے کہ یہ لوگ قاتل بھی ہیں اور قاتلوں کی حمایت کرنے والے بھی۔ ایک صاحب..... تو قتل کرنے والوں کو ہر طرح مدد دیتے اور ان کے معاملات کو رفع دفع کرواتے ہیں۔ پھر ان کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ پستول اور دیگر اسلحہ جات کے لائسنس ناجائز طور پر جاری کروانے والے، اپنی عدالتیں لگا کر غریبوں کے مال لوٹنے والے۔ بیواؤں اور یتیموں کا مال کھا جانے والے۔ صنعت کاروں سے بھاری رقوم جمع کر کے اور اسی طرح ٹھیکیداروں سے بھاری رقوم وصول کر کے ان کے کام کروانے والے۔ شرابی، مجرمانہ ذہنیت کے حامل۔ رسہ گیر اور بحری قزاق ہیں۔ یہ وہ سارے لوگ ہیں جن کا ذکر خلاصتہً میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور یہ پیپلز پارٹی کی اکثریت کی تصویر ہے جو قرطاس ابیض میں کھینچی گئی ہے۔

حزب مخالف کے کرتوت

اس وائٹ پیپر میں اپوزیشن کے کردار کے چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں، لکھا ہے کہ:

شیخی اور لاف زنی کا رسیا خود کو پاکستان میں وزیر اعظم کی ٹکر کا واحد لیڈر سمجھتا ہے انتہائی بے اصول اور بے ضمیر شخص ہے۔ بدقسمتی سے ہماری عوامی زندگی میں لائق فائق لوگوں کی قلت کی وجہ سے وہ قومی سطح پر اپنی اہلیت سے زیادہ اہمیت حاصل کر گیا ہے۔

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ 184)

ایک اور نمونہ پیش کر کے لکھا ہے:

''اس کی باغیانہ اور ہیجانی طبیعت کے لئے کسی کی طرف سے تحکم اور اختیار آفرینی تازیانہ ثابت ہوتی ہے اور خطرہ کا نشان بن جاتی ہے۔ بدکاری اور ناجائز تعلقات کے الزامات میں ملوث ہے''۔

ایک اور اپوزیشن کے ممبر کا حال لکھتے ہیں:۔

''مالی لحاظ سے کمزور۔ لالچی۔ شیخی خوردہ۔ سستی شہرت کی طرف راغب (آگے مبینہ طور پر ڈیش ڈال کر گویا کہ فلاں شخص ہے) فلاں معین شخصیت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر رکھے ہیں''۔

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ 185)

قرطاس ابیض کے اقتباسات کو پڑھ کر قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جس اسمبلی کے فیصلہ پر آج فخر کیا جا رہا ہے کہ اس سے سو سالہ مسئلہ حل ہو گیا، اس اسمبلی کے ممبران کی اپنی اسلامی حیثیت کیا تھی۔

1973ء کے آئین پاکستان میں کی جانے والے دوسری ترمیم کا متن

ACT XLIX OF 1974 September 21, 1974

An Act to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan

The following Act of Parliament received the assent of the President on the 17th September, 1974, and is hereby published for general information :–

Whereas it is expedient further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan for the purposes hereinafter appearing:

It is hereby enacted as follows : –

1. Short title and commencement.—

(1) This Act may be called the Constitution (Second Amendment) Act, 1974.

(2) It shall come into force at once.

2. Amendment of Article 106 of the Constitution.—In the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, hereinafter referred to as the Constitution, in Article 106, in clause (3), after the word "communities", the words and brackets "and persons of the Quadiani group or the Lahori group (who call themselves 'Ahmadis')" shall be inserted.

3. Amendment of Article 260 of the Constitution,—In the Constitution, in Article 260, after clause (2), the following new clause shall be added, namely :-

"(3) A person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) the last of the Prophets or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him), or recognizes such a claimant as a Prophet or a religious reformer, is not a Muslim for the purposes of the Constitution or law."

(https://pakistanconstitutionlaw.com/2nd-amendment-1974/)

کون تخمینہ لگائے ظلم کے معیار کا

سامنا ہم نے کیا الحاد کی یلغار کا
دل پہ ہر گھاؤ سہا ہے وقت کی تلوار کا

کُفر کی آندھی چلی اُٹھیں گھٹائیں شرک کی
ہم عَلَم لے کر پھرے اسلام کے انوار کا

ہر قدم پر اِک قیامت۔ ہر روش محشر بدوش
زیبِ لب تھا نام لیکن احمدؐ مختار کا

وقت شاہد ہے کہ ہم نے عجز کاہِل کے طفیل
زور توڑا دُشمنانِ دین کے پندار کا

اہلِ دُنیا کا تعصُّب۔ ساری دنیا کے شکُوک
کیا یہی انعام ہے حق کے علمبردار کا

نفرت وتحقیر کے کانٹے ہماری راہ میں
یہ صِلہ تھا داعیانِ موسمِ گُلبار کا

مرحلہ در مرحلہ جُرم و سزا کے مخمصے
ہر قدم پر مرحلہ درپیش رسن و دار کا

ہم ہیں عادِل اور ہیں مضروب تیغِ عدل کے
کون تخمینہ لگائے ظلم کے معیار کا

ہم نے دِل کی روشنی دی ایک تیرے نام پر
ہم نے منہ پھیرا جہاں کے ہر اندھیرے غار کا

ہم لُٹے برسوں لُٹے۔ لُٹتے رہے ہر دَور میں
تھا سہارا ہم کو لیکن اِک ترے اَنوار کا

جنگلوں میں ہم نے روشن کر دیئے تیرے چراغ
دشت کو تُحفہ دیا ہم نے ترے کردار کا

کیا کہیں، کِس سے کہیں، کیسے کہیں، شرحِ ستم
کوئی پیرایہ نظر آتا نہیں اظہار کا

سنگباری کا یہ عالم نُطق تک مجروح ہے
راستے مسدُود ہیں اور دم نہیں گفتار کا

وقت کی رفتار نے مجبور کرکے رکھ دیا
جبر کِس کِس سے کہیں اس وقت کی رفتار کا

آخرش کہنا ہے اتنا تیرے فیضِ خاص سے
تا بہ کَے خونریز خنجر قاتلِ خُونخوار کا

”شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خُوں نہ ہو جائے کِسی دیوانہ مجنُوں وار کا“

مکرم ثاقب زیروی صاحب۔ لاہور 13/ مئی 1995ء

رپوتاژ:

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ 2019ء کے ایّام اور اس کی رونقیں

ربوہ میں ہم جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کے استقبال، ان کی رہائش اور دیگر اُمور کے انتظامات کا مشاہدہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس نظام کا حصہ بھی ہوتے تھے۔ اسی طرح جرمنی میں جلسہ ہوتا ہے تو بھی اسی طرح مہمانوں کی خدمت کا موقع ملتا ہے۔ اب کے ہم جلسہ سالانہ کے لئے لندن جا رہے تھے اور قلب و روح میں ایک خاص ولولہ تھا۔ گو بطور میزبان خدمت کا ایک الگ جذبہ ہوتا ہے لیکن بطور شامل جلسہ جاتے ہوئے بھی ایک الگ لطف و سرور کی کیفیت ہوتی ہے۔ میرا یہ مشاہدہ ہے کہ ہمارے چھوٹے بچے تک اسی سرور کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔

خاکسار جلسہ برطانیہ کے لئے بدھ کو فرانکفورٹ سے روانہ ہو کر نماز مغرب سے پہلے لندن ایک عزیز کے گھر پہنچا۔ اگلے روز نماز ظہر سے پہلے اسلام آباد چلا گیا اور وہاں بے شمار دوست احباب سے ملاقاتیں ہوئیں، نماز سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک سے ملحقہ صحن میں ایک نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور اس کے ساتھ چھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی شامل تھی۔ نمازیں ادا کرنے کے بعد لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کھانا تناول کیا اور حدیقۃ المہدی چلا گیا۔ یہاں نماز مغرب و عشاء تک جلسہ سالانہ کے لئے بسائے گئے شہر کی خوب سیر کرنے کا موقع ملا۔ مختلف شعبہ جات کے کارکنان اس کوشش میں مصروف تھے کہ کسی طرح شام ہونے سے پہلے سارے کام مکمل ہو جائیں۔ پارکنگ سے جلسہ گاہ کی طرف آئیں تو سب سے پہلے رجسٹریشن کا ٹینٹ تھا جس میں ایک طرف مردوں کے لئے کارڈ بنائے جا رہے تھے اور دوسری طرف خواتین کے لئے۔ بہت سی جماعتوں کے AIMS سسٹم کے ساتھ منسلک ہو جانے سے رجسٹریشن کا کام بہت کم ہو چکا ہے، اس لئے اب یہاں لمبی قطاریں نہ تھیں۔ رجسٹریشن کے بعد جلسہ گاہ میں داخلہ کا مرحلہ تھا جہاں پوری احتیاط کے ساتھ کارڈ چیک کرنے اور ہر شخص کو سیکورٹی گیٹ میں سے گزار کر داخل ہونے کی اجازت ملتی تھی اور یہ عمل حالات کا تقاضا بن چکا ہے۔ اللہ کے فضل سے تمام شاملین جلسہ اس مرحلہ پر مکمل تعاون کرتے ہوئے جلسہ گاہ میں داخل ہوتے۔ جلسہ گاہ کے اندر جاتے ہی مختلف قسم کے دفاتر کے لئے لگائے گئے عارضی خیموں کی رونق تھی۔ کہیں الفضل انٹرنیشنل کا دفتر تھا تو کہیں کتابوں کا بہت بڑا اور منظم سٹال، کہیں ریویو آف ریلیجنز کی نمائش تھی تو کہیں احمدیہ آرکائیو کے خیمہ میں انتہائی قیمتی اور نایاب و نادر مخطوطے، تصاویر اور دیگر تبرکات و دستاویزات تھیں۔ مخزن تصاویر والے خیمے میں جائیں تو نکلنے کو دل نہ چاہے، انہوں نے ایسی ایسی نایاب تصاویر کا خزانہ اکٹھا کر کے اسے ناظرین کے لئے یہاں نکال کر رکھ دیا ہوا تھا۔ ہیومینٹی فرسٹ کا خیمہ اپنی جگہ ایک خاص کشش رکھتا تھا۔ طعام گاہ کے لئے بڑی بڑی مارکیوں کی لمبی قطار تھی۔ جس میں پرہیزی کھانے، بڑی عمر کے احباب کے لئے کھانے، کم مرچوں والے کھانے کی علیحدہ علیحدہ مارکیاں تھیں۔ اس طرح سے ہر مہمان کے لئے اس کی ضرورت اور مجبوری کے مطابق انتظام موجود تھا۔ یہاں میں نے دیکھا کہ کارکنان بے نفس

ہو کر خدمت کئے جا رہے ہیں۔ ان کارکنان میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد بھی شامل تھے اور صاحب حیثیت لوگ بھی ایپرن باندھے، درجہ حرارت کی پرواہ کئے بغیر کھانا تقسیم کرنے اور دیگر انتظامات میں مصروف تھے۔

خاکسار کو بطور خاص لنگر خانہ بھی جانے کا موقع ملا جہاں ایک شیڈ میں دیگیں ہی دیگیں اور چولہے ہی چولہے تھے اور اس گرمی سے بے نیاز ہو کر کھانا پکانے والے بہت سے کارکنان تھے۔ ہر کارکن پوری محنت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے سپرد کھانے کی دیگ تیار کر رہا تھا۔ دوسرے شیڈ میں روٹی پلانٹ پر روٹیوں کے پکنے کا نظارہ بھی قابل دید تھا۔ گوندھے ہوئے آٹے کو اس پلانٹ کے ابتدائی برتن میں ڈالا جاتا جہاں سے ایک معین مقدار میں آٹا نیچے ایک پٹے پر گرتا اور پیڑوں کی شکل میں ڈھل جاتا۔ کچھ لمحوں میں وہ پیڑے ایک رول میں سے گزر کر گول روٹی کی شکل اختیار کر جاتے اور یہ روٹیاں ایک پٹی پر چڑھ کر آگ کے انگاروں میں گزر کر دوسری طرف پک کر نکلتی چلی جاتیں اور ایک پٹڑی پر سے ہوتے ہوئے ٹھنڈی ہو کر اس پلانٹ سے باہر آتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اپنی ذہانت اور لیاقت سے یہ پلانٹ تیار کیا ہے، انہوں نے ایسا ہی پلانٹ قادیان میں بھی نصب کیا ہے جس سے تنوروں اور نان بائیوں سے چھٹکارہ مل گیا ہے اور کام بھی بہت آسان ہو گیا ہے، الحمد للہ۔

غرضیکہ جمعرات کا سارا دن جلسہ گاہ کی خوب سیر کرنے کا موقع ملا اور رات ہوئی تو پیارے آقا کی اقتداء میں نماز مغرب و عشاء ادا کرنے کے لئے پنڈال میں آیا تو کیا دیکھا کہ ایک وسیع و عریض ہال ہے جس کی شان اس میں سجا سٹیج تھا جس کا عنوان "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" تھا۔ اس الہام کے نیچے ایک لمبی قطار میں دنیا بھر کے اہم ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی مساجد کے تصویری خاکے طبع کئے گئے تھے جن کے پس منظر میں مذکورہ ممالک کی وہ عمارتیں بھی دکھائی گئی تھیں جو ان کی پہچان ہیں۔

نمازوں کے بعد پنڈال سے باہر نکلا تو رات کے وقت اس شہر کا اپنا ہی منظر تھا۔ بجلی کے طاقتور قمقموں نے جنگل میں منگل کیا ہوا تھا۔ ہر طرف چہل پہل تھی جو جلسہ کی رونق تھی۔ مجھے تو اپنی رہائش کی طرف واپس جانا تھا سو میں اپنی گاڑی میں سوار ہو کر کچھ دیر میں گھر پہنچ گیا۔

جلسہ کے پہلے روز ہم سب وقت سے بہت پہلے تیار ہو کر جلسہ گاہ پہنچ گئے اور نماز جمعہ کے لئے پنڈال میں جا بیٹھے۔ جمعہ کے لئے حضور انور تشریف لائے اور خطبہ جمعہ میں جلسہ کی اہمیت اور اس سے استفادہ کی طرف مختلف پہلوؤں سے توجہ دلائی۔ اسی طرح کارکنان کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے نصائح فرمائیں۔ جمعہ کے بعد وقفہ میں کھانا کھایا۔ چار بجے پرچم کشائی کے بعد حضور نے دعا کرائی اور پھر پنڈال میں تشریف لا کر افتتاحی تقریب کی صدارت فرمائی۔ تلاوت، نظم کے بعد حضور کا خطاب ہوا۔ حضور انور نے اپنے اس خطاب میں جماعت کو تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصود تقویٰ ہے جس کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ انسان گناہوں سے بچ سکے، اسی طرح اُن ذرائع کی طرف بھی رہنمائی فرمائی جو انسان کو تقویٰ کی راہوں پر چلا سکتے ہیں۔ اس افتتاحی خطاب کے بعد دعا ہوئی اور اس طرح سے جلسہ سالانہ کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آ گیا، الحمد للہ کہ ہمیں اس سال بھی اس بابرکت جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

شام تک دوستوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، ایک کے بعد دوسرے دوست سے ملاقاتوں سے عید کا سماں بندھ گیا۔ کتنے ہی دوست تھے جن سے لمبے عرصوں کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ ان میں بزرگان سلسلہ بھی شامل تھے اور پرانے دوست احباب بھی۔ جن میں استاذی المحترم میر محمود احمد صاحب مدظلہ العالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ موصوف اب زیادہ چل پھر نہیں سکتے اور فرش پر بیٹھنا بھی مشکل ہے چنانچہ آپ سٹیج سے اترتے ہی سامنے کرسیوں کی صف اول میں تشریف فرما تھے۔ چہرے پر وہی ان کی مسکراہٹ، ہر ایک کو دور سے ہی پہچان کر بیٹھے بیٹھے اس کا استقبال کر کے نہایت محبت اور شفقت سے نواز رہے تھے۔ آپ سے بات کر کے اور آپ کے چہرے کو دیکھ کر کہ آپ کی عمر کا بالکل بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا، اللہ تعالیٰ محترم میر صاحب کو صحت و عافیت والی فعال عمر دراز عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح اس جگہ جماعت احمدیہ کے ایک اَور فدائی اور جانثار مکرم عبدالشکور دہلوی صاحب (المعروف بہ شکور بھائی) سے بھی ایک ایمان افروز ملاقات ہوئی۔ موصوف چند ہفتے پہلے قریباً اڑھائی سال تک پاکستان میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کے بعد رہا ہو کر تشریف لائے تھے۔ میں نے دیکھا کہ موصوف پوری طرح ہشاش بشاش اور صحت مند ہیں حالانکہ آپ کی عمر 84 سال سے زائد ہے، الحمد للہ۔

جلسہ کے دوسرے روز 03/اگست کو بارہ بجے دوپہر حضور انور جلسہ گاہ مستورات تشریف لے گئے اور مستورات کے اجلاس سے خطاب فرمایا۔ جسے ہم سب نے مردانہ جلسہ گاہ میں اور دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں نے اپنے اپنے گھروں میں سنا۔ حضور انور نے اپنے اس خطاب میں لجنہ اماء اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور واضح فرمایا کہ حیا ہی عورت کا زیور ہے اور یہی وہ زینت ہے جس پر عورت کو فخر ہونا چاہیے۔

پھر شام ساڑھے چار بجے حضور انور ایک مرتبہ پھر پنڈال میں رونق افروز ہوئے اور احباب جماعت سے خطاب فرمایا اور سال بھر کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہاء افضال و برکات اور اس کی ترقیات کا اجمالی تذکرہ فرمایا جس میں ایک نئے ملک آرمینیا میں ہونے والی پہلی بیعت کے حوالہ سے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ممالک کی تعداد 213 ہو گئی ہے جن میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے، الحمد للہ۔ اسی طرح تراجم قرآن کریم اور دیگر لٹریچر کی اشاعت، مساجد کی تعمیر، مشن ہاؤسز کے قیام اور تبلیغی مساعی کے حوالہ سے ایمان افروز واقعات بھی سنائے۔

حسب روایت حضورِ انور اسی روز شام ساڑھے آٹھ بجے تبشیر مارکی میں تشریف لائے جہاں جلسہ پر آئے ہوئے مربیان کرام، امرائے جماعت اور دیگر کارکنان سلسلہ پہلے سے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے۔ حضور انور نے ان سب

مہمانوں کو اپنے ساتھ عشائیہ میں شرکت کی سعادت عطا فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے باہر تشریف لائے تو ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر رک گئے اور وہیں سنت کے مطابق دعا کی۔ حضور کی اقتداء میں ہمیں بھی دعا کرنے کی سعادت مل گئی۔

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز پہلے اجلاس کے بعد ہر سال عالمی بیعت کی نہایت اہم اور بابرکت تقریب جلسہ کی روایت بن چکی ہے چنانچہ قریباً ایک بجے حضور انور پنڈال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک کوٹ زیب تن کئے رونق افروز ہوئے۔ اُس وقت تک مختلف براعظموں اور قومیتوں سے منتخب احباب جماعت حضور انور کے تشریف رکھنے کی جگہ کے سامنے بیٹھ چکے تھے اور ان کے پیچھے پانچ قطاروں میں وہ احباب ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے تھے جنہیں اس احاطہ کے لئے تبشیر کی طرف سے خصوصی کارڈ جاری کیا گیا تھا۔ یہ پانچ قطاریں پنڈال کے اندر اور باہر بیٹھے ہزاروں احباب جماعت کے اپنے آقا کے ساتھ رابطہ کا کام دے رہی تھیں۔ حضور انور نے تشریف رکھنے کے بعد سال رواں کے دوران دنیا بھر کے ممالک سے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والوں کے اعداد و شمار پڑھ کر سنائے پھر بیعت لی جس میں تمام حاضرینِ جلسہ اور دنیا بھر کے احمدی براہ راست شامل ہوئے۔ حضور انور نے پہلے انگریزی اور پھر اردو زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے۔ انگریزی میں ایک فقرہ دہرانے کے بعد وقفہ ہوتا جس کے دوران مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ دہرایا جاتا۔ یہ نظارہ ایسا روح پرور تھا کہ دل و زبان پر بے اختیار درود و سلام جاری ہو جاتا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ اس منظر پر عجب شان سے صادق آتے ہیں:

”علاوہ اس کے انواع و اقسام کی بولیوں کے بنانے میں خداوند تعالیٰ کی زیادتِ قدرت ثابت ہوتی ہے۔ اور عاجز بندوں کا مختلف زبانوں میں اس کی تعریف کرنا عبودیت کے بازار کی ایک رونق ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن صفحہ ۴۵۶)

عالمی بیعت کے بعد تمام احباب اپنے آقا کی اقتداء میں اپنے مولیٰ کریم کے حضور سجدۂ شکر میں گر گئے۔ بعد ازاں نمازِ ظہر و عصر ادا ہوئیں۔

☆...اسی روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے بچوں، والدین اور ہمسایوں کے حقوق و فرائض کے بارہ میں اسلامی تعلیمات بیان فرمائیں اور واضح فرمایا کہ یہ تعلیمات دراصل حقیقی امن کی حقیقی ضامن ہیں۔ حضور انور نے ایک گھنٹہ سے زائد اپنے اس خطاب میں اسلام پر شدت پسندی اور جبر کے الزام لگانے والوں کو خوب جھنجوڑا کہ یہ ہے اسلام کی وہ تعلیم جس پر تم اعتراض کرتے ہو۔ خطاب کے بعد اختتامی دعا ہوئی پھر مختلف زبانوں میں حمدیہ اور نعتیہ ترانے پڑھے جانے کا منظر اور ماحول محبت و فدائیت کے جذبات سے معمور تھا۔

اس وقت میں نے جلسہ سالانہ کے سٹیج پر ایک نظر ڈالی تو میں نے دیکھا کہ سٹیج پر جتنے افراد بیٹھے تھے ان میں سے کوئی ایک صاحب بھی ایسے نہ تھے جنہیں ان کی دنیوی وجاہت و حیثیت کی وجہ سے سٹیج کا ٹکٹ ملا ہو بلکہ سٹیج پر بیٹھے سبھی احباب مختلف شعبوں میں خدمت کرنے والے تھے اور اسی بناء پر انہیں یہ ٹکٹ جاری کئے گئے تھے۔ جبکہ دنیوی اعتبار سے بڑی بڑی شخصیات کو پنڈال کے درمیان دیکھا۔ یہ ایک شان تھی، خوبصورتی تھی ہمارے جلسہ کی، الحمد للہ۔

جلسہ کے بعد اگلے روز مسجد مبارک اسلام آباد میں نماز ظہر و عصر کے بعد حضور انور نے 27 خوش نصیب جوڑوں کے نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اس تقریب کے بعد مسجد مبارک کے ماحول میں ایک جشن کا سا سماں تھا۔ ایک دوسرے کو مبارک بادیں پیش کی جا رہی تھیں اور مسجد مبارک کے سامنے یادگار تصویریں بنوائی جا رہی تھیں۔

اس کے بعد جمعۃ المبارک تک حضور انور صبح سے شام بلکہ رات تک دنیا بھر سے آئے ہوئے وفود سے ملاقاتوں میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر فرائض اور ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہوتے رہے۔ جمعہ کی نماز مسجد بیت الفتوح میں حضور نے پڑھائی کہ جلسہ کے ہزاروں شاملین ابھی لندن میں ہی تھے اور حضور انور کی اقتداء میں نماز جمعہ کے لئے بیت الفتوح کی مسجد ہی مناسب تھی۔ اسی روز شام 6 بجے حضور انور اسلام آباد میں مسجد مبارک سے ملحقہ ہال میں رونق افروز ہوئے جہاں دنیا بھر سے جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے مربیان سلسلہ اور امراء و صدران جماعت پہلے سے جمع تھے۔ میٹنگ ہوئی اور حضور نے کمال بشاشت، فراست کے ساتھ اس کی دو گھنٹے تک صدارت فرمائی۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ حضور انور کو ہر ملک کے حالات و واقعات پوری طرح مستحضر تھے۔ حضور انور جس طرح سوال دریافت فرماتے ہیں وہ حیران کن تھا۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی صلاحیتوں اور استعدادوں اور عمر و صحت میں بہت برکت بخشے، آمین

******

اُذْکُرُوا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

ایک نابغۂ روزگار وجود

محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کا ذکر خیر

محمد الیاس منیر

گزشتہ دنوں جماعت احمدیہ کے ایک نہایت مخلص اور فدائی خادم محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ 30 جولائی 2019ء کو ربوہ میں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں 85 سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس نابغۂ روزگار وجود کی ساری زندگی ہی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین سے عبارت تھی۔ کبھی قانون کے میدان میں مصروف جہاد نظر آتے تو کبھی اپنے غیر معمولی تعلقات کے ناطہ سے خدمت دین کر رہے ہوتے۔ آپ اعلیٰ صلاحیتوں والے نہایت قابل وکیل تھے ہی مگر اس کے ساتھ دینی علوم پر جو عبور آپ کو تھا، وہ بھی بے مثال تھا۔ 1984ء میں شریعت کورٹ میں آپ نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو چیلنج کر کے اس پر جو بحث فرمائی تھی، اس پر اپنے تو اپنے، غیر بھی آپ کو داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے تھے اور آپ کا یہ معرکہ ہی آپ کے دینی علوم پر کمال کا ایک روشن ثبوت ہے۔

محترم مجیب الرحمٰن صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور آپ کے والد محترم مولانا ظل الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ بنگال کے رہنے والے تھے جنہوں نے آپ کو بچپن میں ہی قادیان بھیج دیا تھا جہاں آپ کی تعلیم و تربیت نہایت پاکیزہ دینی ماحول میں ہوئی۔ بعد میں آپ نے قانون کی تعلیم حاصل کر کے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور اپنے روزگار کے ساتھ ساتھ خدمت دین کی بھی توفیق پائی۔ آپ کی دینی خدمات کا سلسلہ قریباً نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ جن کا آغاز تو بہت پہلے ہوگیا تھا تاہم آپ کی ابتدائی خدمات میں سے ایک اہم خدمت 1974ء میں مسجد نور مری روڈ راولپنڈی کے مقدمہ میں کامیاب وکالت ہے۔ اس کے بعد 1978ء میں بھی ڈیرہ غازی خان کی مسجد کے مقدمہ کی ہائی کورٹ میں پیروی کی۔ علاوہ ازیں بے شمار جماعتی مقدمات میں آپ کو وکالت کرنے کی توفیق ملی یہاں تک کہ فوجی عدالتوں میں بھی جماعت کے خلاف مقدمات کی پیروی کا ان کو موقع ملا، اس طرح سے اسیران راہِ مولا کی خدمت کی توفیق بھی پائی۔ 1978ء میں مجلس شوریٰ کی سٹینڈنگ کمیٹی پھر صدر انجمن احمدیہ کے قواعد و ضوابط کی تدوین کمیٹی اور فقہ کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ ربوہ میں تقاریر کا موقع بھی ملا۔ اسی طرح 2005ء کے جلسہ سالانہ جرمنی پر موصوف نے نظام وصیت کے ذریعے نظام نو کی بنیاد کے عنوان پر تقریر کی جسے بہت پسند کیا گیا۔ ایم ٹی اے پر بھی بہت سے نہایت مفید علمی پروگرام اردو کے علاوہ انگریزی میں کرتے رہے۔ 1980ء سے 1998ء تک جماعت احمدیہ راولپنڈی کے امیر رہے۔ 1993ء میں سپریم کورٹ میں بنیادی حقوق کے مقدمہ کی پیروی کرنے والی ٹیم کے رُکن بھی تھے۔ کراچی میں منعقدہ جیورس کانفرنس 1976ء میں مقالے پڑھنے کا موقع ملا۔ انگلستان، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، امریکہ، کینیڈا، جاپان وغیرہ میں انسانی حقوق کے حوالے سے دانشوروں اور قانون کے ماہرین سے تبادلہ خیال کرنے اور سیمینارز میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ Minnesota سٹیٹ یونیورسٹی امریکہ میں قانون کے طلباء سے خطاب کرنے کا موقع ملا اور جرمنی کی ایک عدالت میں 18 گھنٹے تک بطور ایکسپرٹ اپنے بیان ریکارڈ کرانے کی انہوں نے توفیق پائی۔ 2014ء میں جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے مختلف یونیورسٹیز میں مذہب اور آزادئ ضمیر کے موضوع پر لیکچر دیئے۔ پھر 2017ء میں رائس یونیورسٹی نے قرآن کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں جماعت احمدیہ کو بھی دعوت دی گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہاں بھجوایا تھا جہاں آپ نے نمائندگی کے فرائض انجام دیئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی روشنی میں قرآن کریم کے محاسن کو دنیا کے سامنے بیان کرنے کی توفیق پائی۔ جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور کینیڈا میں امیگریشن بورڈز کے سامنے قانونی مسائل کی وضاحت کا موقع ملا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی نماز جنازہ غائب مؤرخہ 9/اگست 2019ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں نماز جمعہ کے بعد پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ میں آپ کے حالات زندگی اور خدمات کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

”بے شمار ان کی خدمات ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے وقف کی روح سے تمام جو جماعتی کام ان کے سپرد کئے جاتے تھے، کرنے کی کوشش کی اور اس کا خوب حق ادا کیا۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے اس ذکر خیر میں ایک خاص بات یہ ہے کہ حضور نے متعدد بار مرحوم کے لئے ”حق ادا کیا“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو یقیناً

ایک غیر معمولی خراج تحسین ہے اور مرحوم کی خدمات دینیہ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے جو خلیفۃ المسیح کی طرف سے عطا ہوا ہے، ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء اور یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔

مرحوم ایک نہایت قابل، زیرک اور مشاق قانون دان تھے، خاکسار کو آپ کی اس لیاقت اور قانون پر غیر معمولی دسترس کا ذاتی طور پر مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ آپ مشہور مقدمہ ساہیوال میں ہمارے چار ساتھیوں کے وکیل تھے، آپ نے جس بہادری، دلیری سے اور نڈر ہو کر فوجی عدالت کے سامنے مارشل لاء کے زمانہ میں ہماری جنگ لڑی، اس کا لمحہ لمحہ اور ہر ہر نظارہ ہمارے ذہنوں پر نقش ہے اور جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کر کے جہاد کرنے کی نہایت شاندار مثال ہے۔ جنرل ضیاء کے مارشل لاء کا دور جن لوگوں نے دیکھا ہے، انہیں خوب اندازہ ہوگا کہ اُس وقت کسی کو پَر مارنے کی بھی مجال اور جرأت نہ تھی۔ ہر شخص پر ایسا خوف طاری تھا کہ بھٹو جیسے عظیم لیڈر کی گردن مروڑ دینے پر بھی کسی کو بھی آواز بلند کرنے کی ہمت نہ ہوئی تھی لیکن ایسے ماحول میں بھی محترم مجیب الرحمٰن صاحب مرحوم ایک بہادر شیر کی طرح فوجیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارتے اور ان پر مقدمہ کی حقیقت واضح کرتے کہ وہ فوجی اپنی بھرپور طاقت کے نشہ کے باوجود مرعوب ومبہوت ہو کر رہ جاتے۔ ہمارے مقدمہ کی سماعت کے دوران ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

سماعت کے ابتدائی دنوں کی بات ہے کہ کمرۂ عدالت میں داخل ہونے پر سب سے پہلے ہماری حاضری لگی۔ اس کے بعد ہمارے وکیل محترم جناب مجیب الرحمٰن صاحب جو اس روز پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے، نے ہلکے پھلکے انداز میں گفتگو شروع کی اور تان اس بات پر آ کر توڑی کہ جناب آج کی کارروائی کسی اَور دن تک ملتوی کر دیں۔ اس کے لئے محترم مجیب صاحب نے مختلف قسم کی وجوہات پیش کیں اور Manual of Pakistan Miltary Law کے حوالہ سے یہ بتایا کہ التوا ہمارا حق ہے مگر صدر عدالت کرنل صاحب ان کی بات ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ محترم مجیب الرحمٰن صاحب نے کہا جناب میرا یہ مارشل لاء عدالت کا پہلا مقدمہ نہیں ہے، پچاس مقدمے کر چکا ہوں اور سبھی بڑی فراخ دِلی سے وقت دیتے رہے ہیں۔ پھر آپ نے یہ نکتہ اُٹھایا کہ آج ہمارے دوسرے ساتھی مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب (مرحوم) جو چار ملزمان کے وکیل ہیں، نہیں آ سکے۔ اس لئے آج کارروائی بہت مشکل ہے خصوصاً اس لئے بھی کہ خواجہ صاحب Principal accused الیاس منیر کے بھی وکیل ہیں! لہٰذا مہلت دے دیں لیکن کرنل صاحب نہ مانے بلکہ سخت برہم ہو گئے۔ اس پر محترم مجیب صاحب نے معاملہ سلجھانے کی کوشش کی مگر کرنل صاحب نے اپنی رَٹ جاری رکھی تو مجیب صاحب جلال میں آ گئے۔ اِس صورت حال میں کرنل صاحب نے جھنجلا کر عدالت کو تھوڑی دیر کے لئے ملتوی کر دیا۔ عدالت دوبارہ لگی تو محترم مجیب صاحب نے کوئی دوسرا قانونی نکتہ پیش کر کے التواء کی درخواست کی مگر عدالت نے اسے بھی بڑی درشتی کے ساتھ رد کر دیا۔ بس پھر کیا تھا، مجیب صاحب بھی جوش میں آ گئے اور سرکار کی طرف سے ملنے والی نقول مقدمہ میز پر مارتے ہوئے کہا کہ

'یہ نقول ہمیں ملی ہیں، جنہیں میں عینک لگا کر بھی نہیں پڑھ سکتا! لہٰذا تیاری ممکن نہیں تھی اس وجہ سے بھی قانوناً التوا کا حق بنتا ہے'

مجیب صاحب کا اندازِ گفتار دیکھنے اور سننے کے لائق تھا، گویا ایک شیر تھا جو گرج رہا تھا! چنانچہ یہ معرکہ آرا گفتگو حتمی ثابت ہوئی اور اس کے بعد عدالت کو اپنے موقف سے ہٹنا پڑا اور قرار پایا کہ آج صرف رسمی کارروائی ہو گی۔

ایک روز سرکاری وکیل استغاثہ نے Opening Address پڑھنا شروع کیا اور ابھی اُس نے عنوان کے بعد دو سطریں ہی پڑھی تھیں کہ یہ الفاظ آ گئے کہ

All the accuseds are Qadianis and the followers of Mirza Ghulam Ahmad.....

اِن الفاظ کا اُس کے منہ سے نکل کر مجیب صاحب کے کانوں سے ٹکرانا تھا کہ مجیب صاحب یکدم جھپٹ کر عدالت سے مخاطب ہوئے اور پورے جلال میں آ کر تقریر کرنی شروع کر دی کہ

'جناب! یہ کیا ہوا؟ مقدمہ 302 کا ہے جو فوجداری مقدمہ ہے، اِس میں قادیانیت کا کیا ذکر؟ یہ کیا مذاق ہے کہ ملزمان 302 کے ہیں اور ایڈریس میں کہا جاتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی فلاں سن میں پیدا ہوئے، 1901ء میں دعویٰ کیا.....'

غرضیکہ مجیب صاحب چند لمحوں اور ایک ہی سانس میں پتہ نہیں کیا کیا کہہ گئے۔ آپ کے اس انداز بیان نے سارے ماحول پر سناٹا طاری کر دیا۔ اس پر عدالت کو رولنگ دینا پڑی کہ مجیب صاحب کی بات درست ہے۔

محترم مجیب الرحمٰن صاحب نے عینی گواہ پر جرح شروع کی تو آپ نے دیوبندیوں کے مشہور عالم رشید احمد گنگوہی صاحب کی اہمیت گواہ سے تسلیم کرانے کے لئے سوالات کرنے شروع کر دیئے تا کہ سامعین (مع جج صاحبان) کے ذہنوں میں اُس واقعہ کا سارا پس منظر بیٹھ جائے جو چند لمحوں بعد ہونے جا رہا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے حوالہ سے بات شروع کی۔ جب آپ بات کرتے ہوئے بریلوی اور دیوبندی مکتب کے تعارف تک پہنچے تو صدر عدالت نے بڑی سختی سے مجیب صاحب کو روکتے ہوئے کہا کہ میں نے پہلے دن آپ سب سے کہا تھا کہ اس مقدمہ کے دوران کسی قسم کی مذہبی گفتگو نہیں ہو گی، اِس لئے آپ ایسے سوالات نہیں کر سکتے۔ اس پر مجیب صاحب ذرا پیچھے ہٹ کر قانونِ شہادت کی کسی شق کا حوالہ دیتے ہوئے بولے کہ جناب اس کے مطابق وکیل صفائی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے کسی خاص مقصد کو Develop یا Establish کرنے کے لئے Cross Examination کے دوران ہر قسم کے سوالات کر سکتا ہے پھر آپ اپنی عینک نیچے کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہنے لگے یہ تو میں آپ کو ابھی بتاتا ہوں کہ میں کس مقصد کے لئے یہ سوالات کر رہا ہوں، آپ ذرا گواہ کو باہر بھیج دیجئے گا۔ پھر آپ جلال میں آ کر گواہ کے سامنے ہی کہنے لگے:

میں ان لوگوں کے نظریات کی حیثیت وحقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں جن کی گواہی پر ان کو (ہماری طرف اپنے

پورے بازو کو لہرا کر اشارہ کرتے ہوئے) پھانسی پر لٹکانا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں سے دیوبند کے مشہور عالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا یہ فتویٰ پڑھ کر سنایا:

''اِحیائے حق کے لئے عدالتوں میں کذب بلکہ کذب صریح بولنا جائز ہی نہیں واجب ہے۔''

یہ فتویٰ پڑھنے کے بعد مجیب صاحب کی آواز ایک مرتبہ پھر کمرۂ عدالت میں پورے جوش کے ساتھ گونجی:

'آپ اِس قسم کے گواہوں کی گواہیوں پر ان کو لٹکانا چاہتے ہیں!'

ایک گواہ تصدق نامی انسپکٹر پولیس تھا جس کے سپرد ہماری تفتیش کی گئی۔ وہ دوران گواہی بڑا چالاک بننے کی کوشش کرتا رہا۔ ہمارے وکلاء سوالات پوچھتے تو وہ انہیں چنداں اہمیت نہ دیتا اور لاپرواہی کے ساتھ گول مول جوابات دے کر ٹرخانے کی کوشش کرتا رہا۔ اُس کے اس رویہ کو کچھ دیر تو محترم مجیب صاحب برداشت کرتے رہے آخر جب اس نے عدالت میں تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ یہ وکیل میرے سامنے کیا چیز ہے تو محترم مجیب صاحب بھرپور جلال کے ساتھ گرجے:

'صحیح جواب دو، کس کو چار رہے ہو'

مجیب صاحب کی اِس گرج سے انسپکٹر تصدق ایسا دبکا کہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ مجیب صاحب کی بات میں اس قدر وزن تھا کہ عدالت کے لئے بھی خاموش ہو کر رہ جانے کے سِوا چارہ نہ رہا۔

محترم مجیب الرحمٰن صاحب جلال میں بھی آتے اور کبھی مزاح کے رنگ میں نہایت گہری بات کر کے عدالت کو پریشان بھی کر دیتے۔ چنانچہ استغاثہ نے مسجد احمدیہ کے ہمسایہ میں رہنے والی ایک خاتون کو بطور عدالتی گواہ پیش کیا تھا۔ اس نے بھی جھوٹی گواہی دینا قبول نہ کی اور صرف یہی کہا کہ ''مجھے کچھ پتہ نہیں واقعہ کا'' جو اِستغاثہ کی بہت بڑی شکست تھی کہ اُس کا بلایا ہوا گواہ کچھ کہہ ہی نہیں رہا۔ چنانچہ اِسی وجہ سے اس موقع پر محترم مجیب الرحمٰن صاحب نے پھبتی کسی کہ پھر تو سر کچھ ہوا ہی نہیں اس پر کرنل صاحب کہنے لگے وہ تو ٹھیک ہے لیکن ان نعشوں کا کیا کریں۔ مجیب صاحب خاص انداز سے گویا ہوئے:

'ذرا ٹھہریں میں ان کو بھی Dispose off کر لیتا ہوں، فکر نہ کریں'

اسی طرح اِستغاثہ نے اپنی ساری کہانی کی بنیاد قاری بشیر جو اس واقعہ میں ہلاک ہو گیا تھا، کی باتوں پر رکھی تھی۔ اب اس سے تو تفتیش ہونے سے رہی۔ چنانچہ گواہ بھی جرح کا جواب دیتے ہوئے بار بار بنیادی باتیں قاری بشیر کی طرف منسوب کرتا رہا گویا اس سے جا کر پوچھیں۔ اس پر محترم مجیب الرحمٰن صاحب اپنے مخصوص انداز سے بولے:

'کوئی بات نہیں، فکر نہ کرو، ابھی قاری بشیر بھی بولے گا'

آپ ہر بات پوری تحقیق اور ہر طرح کے ثبوتوں کے ساتھ کرنے کے عادی تھے اور جونہی مخاطب اپنے خیال میں لاجواب قسم کا کوئی سوال اُٹھاتا تو آپ برجستہ اس کے جواب میں اپنے ترکش میں سے ثبوت نکال کر سامنے رکھ دیتے جس سے وہ مبہوت ہو کر رہ جاتا۔ مثلاً ایک مرتبہ دوران سماعت آپ نے فوجی عدالت کے سامنے یہ بات رکھی کہ مخالفین جماعت اس مقدمہ کے بارہ میں شہر میں شرانگیز قسم کے پوسٹر لگا رہے ہیں۔ عدالت نے ثبوت مانگا تو آپ نے اس پوسٹر کی تصویر سامنے رکھ دی۔ اس پر صدر عدالت بڑے رعب سے کہنے لگا کہ کیا ثبوت ہے کہ یہ تازہ تصویر ہے؟ محترم مجیب الرحمٰن صاحب بولے جناب صدر! میں نے اس پوسٹر کے ساتھ آج کا اخبار رکھ کر تصویر کھینچی ہے، آپ اس کی تاریخ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اس پر کمرہ عدالت میں بیٹھے ہوئے سب افراد جہاں حیران رہ گئے وہاں ارکان عدالت بوکھلا کر رہ گئے۔

آپ سخت محنتی اور اپنی پوری صلاحیت و قابلیت کے ساتھ کام کرنے والے تھے۔ آپ نے اپنا جواب استغاثہ بڑی محنت سے مرتب کیا ہوا تھا اور اِس کے مختلف ابواب بنا کر انہیں چھوٹی چھوٹی فصلوں میں تقسیم کیا ہوا تھا جس سے اصل بات ترتیب کے ساتھ ذہن میں بیٹھتی چلی جاتی۔ آپ کے جواب نے اِستغاثہ کے پرخچے اُڑا دیئے۔ دوران بحث اگر کسی قانونی نکتہ پر اختلاف ہو جاتا تو موصوف فوراً قانون کی کتاب سے مذکورہ بات کا حوالہ نکال کر سامنے رکھ دیتے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ صدر عدالت کہتے کہ نہیں، نہیں ضرورت نہیں۔ لیکن مجیب صاحب جھوٹے کو گھر تک پہنچا کر ہی رہتے۔ اس کا تجربہ اُس وقت بھی ہوا جب خاکسار نے اپنی کتاب ''حکایت دار و رسن'' کا مسودہ قانونی پہلو سے ایک نظر دیکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ای میل کر دیں۔ میرا خیال تھا کہ کچھ ہفتے تو بہرحال لگیں گے مگر میں حیران رہ گیا کہ چند دنوں بعد ہی مجھے آپ کی جوابی ای میل موصول ہو گئی۔ جب اسے کھولا تو اَور بھی حیران رہ گیا کہ آپ نے سارا مسودہ اتنی گہری نظر سے ملاحظہ فرمایا تھا کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ آپ نے اپنے خط میں صفحات کے نمبر دے دے کر سطروں کا بھی حوالہ دیا ہوا تھا کہ فلاں لفظ کو اس لفظ سے تبدیل کر دوں اور فلاں فقرہ کو اس طرح سے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

سماعت مقدمہ کے آخری دن عدالت سے فارغ ہونے کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ہمارے مستقبل کے بارہ میں بڑی فراست سے بتا گئے کہ کیا ہونے والا ہے۔ آپ کہنے لگے یہ فوجی عدالتوں کا طریق کار ہے کہ مقدمہ کی سماعت مکمل ہونے کے بعد ملزمان سے متعلق کچھ اعداد و شمار اکٹھے کرتے ہیں تاہم انہوں نے جو فیصلہ کرنا تھا کر لیا ہوا ہے۔ اب اُسے JAG Branch کو بھجوانا ہے جہاں سے حتمی حکم جاری ہو گا۔ آپ نے ہمیں حوصلہ دلاتے ہوئے بھرپور اعتماد سے کہا:

گھبرانے کی ضرورت نہیں جو بھی فیصلہ ہو گا، اُس کے لئے تیار رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا، انشاء اللہ

چند منٹ کی اِس گفتگو کے بعد آپ تو واپس تشریف لے گئے مگر اپنی باتوں کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔

آپ کے نہایت وسیع اور مضبوط تعلقات کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ اس کا مشاہدہ کرنے کا خاکسار کو بھی موقع ملا۔ میں نے خود دیکھا کہ بڑے بڑے افسران کو ملنے جاتے تو وہ آپ کے استقبال کے لئے باہر چلے آتے۔

غرضیکہ آپ ہمہ جہت شخصیت کے مالک ایک نہایت

باقی صفحہ 48 پر

مجلس انصار اللہ جرمنی کے 39ویں سالانہ اجتماع 2019ء کا انعقاد

مجلس انصار اللہ کا 39واں سالانہ اجتماع 16/اگست سے 18/اگست بروز جمعہ تا اتوار مئی مارکیٹ من ہائیم میں منعقد ہوا جس میں چار ہزار نو سو تیرہ (4913) انصار شامل ہوئے۔ اجتماع کا موضوع حقوق العباد رکھا گیا تھا۔ چنانچہ اجتماع کے تین روز علمائے سلسلہ نے حقوق العباد کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اجتماع کے مہمان خصوصی جناب عبد الخالق صاحب (تعلق دار) اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے انصار اللہ تھے۔ اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں حضور انور نے فرمایا ”ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرے۔ اُن پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور اپنے اہل و عیال کو بھی ان پر عمل کرنے کی نصیحت کرتے رہیں“۔

اجتماع میں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے گئے۔ بہترین کارکردگی پر 2018ء کا علم انعامی مجلس روڈرمارک (RÖDERMARK) نے حاصل کیا۔

تیاری اجتماع و افتتاح

مئی مارکیٹ من ہائیم میں مقام اجتماع کی تیاری دو مراحل میں مکمل کی گئی۔ 5/اگست سے 9/اگست اور پھر 13/ سے 15/اگست تک روزانہ اوسطاً ایک سو انصار نے وقار عمل میں حصہ لیا۔ 16/اگست کو مقام اجتماع میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج نے اتحاد کی ضرورت اور برکت پر خطبہ جمعہ دیا۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ براہِ راست ایم ٹی اے پر سنا گیا۔ جس کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مہمان خصوصی مکرم عبد الخالق صاحب نے انصار اللہ کا پرچم لہرایا جبکہ مکرم صدر صاحب انصار اللہ جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ افتتاحی اجلاس میں مکرم مبارک احمد شاہد صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے اطاعت کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور کا ارشاد ہے کہ دوران اجتماع روزانہ صرف ایک گھنٹہ کھیلوں کے لئے رکھا جائے۔ دینی و تربیتی پروگرام کا وقت بڑھایا جائے۔ اس موقع پر انہوں نے حضور انور کی طرف سے اجتماع کے لئے بھجوایا جانے والا پیغام بھی پڑھ کر سنایا جس کا جرمن ترجمہ مکرم امیر صاحب جرمنی نے پیش کیا۔ مقررین میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ مولانا مبارک احمد تنویر صاحب۔ مولانا طاہر احمد صاحب۔ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی شامل تھے۔ مہمان خصوصی مکرم عبد الخالق صاحب نے اطاعت خلافت اور خلیفہ وقت سے اپنا تعلق بڑھانے کی نصیحت کی اور حضور انور ایدہ اللہ کی مصروف زندگی کے بعض واقعات بیان کئے۔

اجتماع کے دنوں میں نماز تہجد کا بھی التزام کیا گیا تھا۔ علمی و دینی مقابلہ جات میں حفظ قرآن، تلاوت قرآن کریم، نظم، تقاریر مقابلہ اردو و جرمن۔ جسمانی کھیلوں میں رسہ کشی، فٹبال، والی بال کے مقابلے ہوئے۔ مشاہدہ معائنہ اور بیت بازی کے انتہائی دلچسپ مقابلے بھی اجتماع کے پروگرام میں شامل تھے۔ والی بال کا دوستانہ میچ جرمنی اور بیلجیئم کے انصار کے درمیان ہوا۔ جبکہ کرکٹ کا دوستانہ میچ جرمنی اور ہالینڈ کے درمیان ہوا۔ دونوں میچز انصار اللہ جرمنی نے جیت لئے۔

اجتماع کی اختتامی تقریب میں ہالینڈ اور بیلجیئم کے

باقی صفحہ 42 پر

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا

41واں

سالانہ اجتماع 2019ء

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا 41واں سالانہ اجتماع 16 تا 18 اگست 2019ء جمعہ تا اتوار تین روز جاری رہنے کے بعد اتوار کی شام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوگیا۔ یاد رہے کہ حضور کے ارشاد کے پیشِ نظر جرمنی میں مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جرمنی کے اجتماعات بیک وقت ایک ہی مقام پر علیحدہ علیحدہ منعقد کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع من ہائیم مئی مارکیٹ کی وسیع عمارت میں منعقد ہوا۔ جس میں 7468 ممبرات نے شرکت کی اور تین روز دینی، علمی اور روحانی ماحول میں گزارے۔ اجتماع کا موضوع ”رحمۃ اللعالمینؐ“ رکھا گیا تھا۔ اجتماع کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام موصول ہوا جو اجتماع کے افتتاحی و اختتامی اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا اور فوری طور پر طبع کروا کر یاددہانی کے لئے مستورات کو ساتھ بھی دیا گیا۔

اپنے پیغام میں حضور نے تلقین کی کہ ”نظام خلافت کے فیض کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرنا ہر احمدی عورت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اپنے نیک نمونہ اور نیک نصیحت سے اپنی اولاد کی نیک تربیت کا فرض ہر احمدی عورت نے نبھانا ہے“۔

افتتاح

16/اگست بروز جمعۃ المبارک اجتماع کا پہلا دن تھا۔ خطبہ و نماز جمعہ کی ادائیگی مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی کی اقتداء میں انصار اللہ کے اجتماع میں موجود حاضرین کے ساتھ کی گئی۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ ایم ٹی اے پر سنا گیا۔ 15:50 پر پرچم کشائی کی تقریب سے باقاعدہ اجتماع کا آغاز ہوا۔ 4 بجے سہ پہر افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت، حدیث، عہد اور نظم کے بعد صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام پڑھ کر 41ویں سالانہ اجتماع کا افتتاح کیا۔ امسال کے موضوع ”رحمۃ اللعالمین“ کی مناسبت سے لجنہ و ناصرات کے علمی مقابلوں کے موضوعات مقرر کئے گئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی تصنیف سیرت خاتم النبیّین حصہ اوّل سے کوئز پروگرام رکھا گیا۔ فیچر پروگرام بعنوان ”آنحضرت ﷺ کے عورتوں پر احسانات“ بہت دلچسپی سے سنا اور دیکھا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف واقعات پر مشتمل پروگرام بھی ہوا۔ ایک پروگرام بعنوان ”ہم میں سے ہر ایک کو اُمِّ عمارہ بننا چاہیے“ بھی کروایا گیا۔ پُرانے عرب تمدن سے متعارف کروانے کے لئے مکی و مدنی زندگی کے بارے میں نمائش لگائی گئی تھی۔ صحابہ اور صحابیات کی قربانیوں کے واقعات پر مشتمل ایک تقریر رکھی گئی۔ اس کے علاوہ ایک معلوماتی نمائش Journey to Mecca کے عنوان کے تحت لگائی گئی۔ ہفتہ کی شام نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد ”اے حبیب کبریا۔ اے رحمۃ اللعالمینؐ“ کے عنوان سے محفل مشاعرہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں شاعرات نے اپنے کلام میں آنحضرت ﷺ سے اپنی دلی عقیدت کا اظہار کیا۔

قرآن کریم سے متعلق پروگرام

امسال دوران اجتماع متعدد مقابلہ جات اس نوعیت کے کروائے گئے جن کا تعلق قرآن کریم کی عظمت سے تھا۔ قرآن پروجیکٹ کے تحت ایک مقابلہ پہلی بار کروایا گیا جو حفظ قرآن کریم مع ترجمہ کا تھا۔ قرآن کریم کی نمائش بھی لگائی گی جس میں ترتیل القرآن، ترجمۃ القرآن اور حفظِ قرآن کے بارے میں خواتین کو معلومات مہیا کی گئیں۔ اجتماع پر 41 معلمات کو اسناد اور دو حافظات کو حضور ایدہ اللہ کے دستخطوں کے ساتھ اسناد دی گئیں۔

مقابلہ جات و دیگر پروگرام

علمی و دینی مقابلہ جات کے علاوہ باسکٹ بال کی 9 ٹیموں اور والی بال کی 14 ٹیموں کے مابین مقابلے ہوئے۔ نو احمدی خواتین کے درمیان علمی مقابلہ جات علیحدہ سے کروائے گئے۔ شعبہ امور طالبات کی طرف سے طالبات کی راہنمائی کے لئے پروگرام اور نمائشوں کا اہتمام تھا۔ احمدیہ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کی صدر کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ شعبہ رشتہ ناطہ کے تحت Meet&Greet کے پروگرام بھی منعقد ہوئے۔ مقام اجتماع میں حضور انور ایدہ اللہ کے نام دعائیہ خط لکھنے کی سہولت بھی مہیا کی گئی تھی۔ شعبہ صنعت و دستکاری کے تحت بھی نمائش لگائی گئی۔ امسال خصوصی چیریٹی پروجیکٹ کے طور پر ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ کے سلوگن کا بٹن بنوا کر فروخت کیا گیا۔ جس کی آمدنی جرمنی میں ہونے والی امن کانفرنس کے موقع پر ایک جرمنی چیریٹی ادارے کو دی جائے گی۔

اجتماع ناصرات

ناصرات کے درمیان بھی علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ علاوہ مقابلہ جات کے بچیوں کو کوئز پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف

باقی صفحہ 42 پر

آج ہے ختم قرآں، دل کے نکلے ہیں ارماں

3/جولائی 2019ء کو نماز مغرب وعشاء سے پہلے بیت السبوح فرینکفرٹ میں پیارے آقا کے ساتھ آمین کی سعادت پانے والے خوش قسمت بچے اور بچیاں

Nr.	Name	Father's Name	Jamaat
1	Fozan Akhtar	Muhammad Akhtar	Renningen
2	Talal Ahmad	Bilal Ahmad	Bait ul Sabuh
3	Alisha Malik	Malik Munawar Hameed	Maintal
4	Haseeb Malik	Malik Moid Ahmad	Maintal
5	Shayan Ahmed Kahlon	Ghazanfir Ahmad Kahlon	Riedstadt
6	Nayaab Ahmad Tahir	Shahab Ahmad	Tanzaniya
7	Jazab Ahmad	Razaq Ahmad	Münster
8	Schoaib Ahmad Khan	Naveed Ahmad Khan	Pulheim
9	Khooba Qamar	Imran Qamar	Nidda
10	Illina Roop Rafi	Imran Rafi	Würzburg
11	Anoosh Atique	Nafees Ahmad Attique	Mörfelden
12	Noor ud deen Chughtai	Mishbag ud deen Chughtai	Mörfelden
13	Aayan Ahmad	Fahim Ahmad	Ratingen
14	Musawar Ahmad	Shareef Ahmad	Ditzenbach West
15	Kaiina Imtiaz	Imtiaz Ahmad Iqbal	Alzey
16	Maria Tariq	Mansoor Tariq	Mühlheim Rühr
17	Iraj Lilli Mubarak	Mubarak Ahmad	Schweetzingin
18	Labina Sosan Ahmad	Zaheer Ahmad	Neuss
19	Haseeb Ahmad	Shoaib Muneer	Bad Soden
20	Fauzan Rashid Dogar	Usama Rashid Dogar	Neuhof
21	Hania Afza Sheroze	Ahsan Sherose	Kassel
22	Rana Masroor Ahmad Mehmood	Rana Tahir Mahmood	Pinneberg
23	Faris Ahmad	Mahmood Ahmad	Hannover
24	Faran Ahmad Mustafa	Adnan Mustafa	Hanau
25	Tahreem Atta	Attaul Momin	Bensheim
26	Fahim Ahmad	Naeem Ahmad	Hamburg-Heimfeld
27	Hibatul Shafi Mubarak	Tabaruk Ahmad	Bonn
28	Afia Asim	Asim Shahzad	Steinbach
29	Sabieha Anjum Pal	Rafe Ahmad Pal	Riedstadt
30	Toheed Ahmad	Shabbir Ahmad	Hannover
31	Kirshan Ahmad	Nasir Mahmood	Friedberg-Mitte
32	Hooria Kainat Kashif	Kashid Ahmed	Soest
33	Aroosa Ahmad	Rafi Ahmad	Flörsheim
34	Farida Tanveer	Zahuur Ahmad Tanveer	Waiblingen
35	Durman Ahmad Mubarik	Mubarak Ahmad Farrukh	Vienna, Austria
36	Luqman Mehmood		Australia
37	Shayan Hafeez	Sami Hafeez	Steinau
38	Abida Bilal	Ahmad Bilal Mughal Murabbi Silsila	Mali
39	Naweed Ahmad Nisar	Nisar Ahmad Shehzad	Plauen

بابرگ وبار ہوویں، اک سے ہزار ہوویں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8/جولائی 2019ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد بیت السبوح فرینکفرٹ میں مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا

S.No	Dulha/Dulhan	Father`s Name	City/Country	Haq Mehr
1	Walid Ahmad	Rashid Ahmad	Kassel	€4,000/-
	Nawal Malik	Mohsan Malik	Kiel	
2	Umer Rashid Malik	Waheed Ahmad Malik	Wiesbaden	€4,000/-
	Nayla Mahmood	Shahid Mahmood	Hamburg	
3	Shamas ul mulk Choudhery	Zaheer ul mulk Choudhery	Gaggenau	€4,000/-
	Rafia Choudhery	Gulzar Khokhar	Hamburg	
4	Ata Ul Karim Ansar	Chaudhry Saeed Ansar	Hamburg	€4,000/-
	Sobia Iqbal Malik	Zafar Iqbal Malik	Hamburg	
5	Shargil Ahmad Khalid	Fareed Ahmad Khalid	Bensheim	€4,000/-
	Rizwana Tahir	Tahir Mahmood Abid	Friedberg	
6	Hafiz Ata ul Kafi	Rashid Ahmad	Rabwah, Pakistan	Rs.1,50,000
	Zartab Ahmad	Mahmood Ahmad	Faisalabad, Pakistan	
7	Athar Maqsood	Muhammad Maqsood	Rabwah, Pakistan	Rs.1,00,000
	Seemab Khalid Farooq	Khalid Mahmood (late)	Faisalabad, Pakistan	
8	Jalid Tabassam	Fraareed Tabassam	Friedberg	€3,000/-
	Ischna Mishaal	Abbas Ahmed	Hanau	
9	Aqib Mahmood Asif	Asif Mahmood	Offenbach	€13,000/-
	Hania Tehmina Qaiser	Jamal Ahmad Qaiser	Heusenstamm	
10	Tahir Ahmed	Basharat Ahmad	Paderborn	€6,000/-
	Sana Khalil Ahmed	Khalil Uddin Ahmed	Flörsheim am Main	
11.	Raziq Ahmad Tariq	Mahmood Ahmad Tariq	Riedstadt	€10,000/-
	Khansa Naveed	Iqbal Naveed	Ebsdorfergrund	
12	Malik Mansoor Ahmed	Nadir Hussain Malik	England	£13,000/-
	Lubna Mubashir Ahmed	Malik Mubashir Ahmed	Augsburg	
13	Naman Nasir	Mohammad Sadiq Nasir	Iserlohn	€10,000/-
	Hanan Nasir	Javed Iqbal	Köln	

14	Hassan Ahmad Khan	Asif Khan	Bietigheim-Bissingen	€7,000/-
	Heeba Tur Rehman	Abdur Rehman	Neufahrn bei Freising	
15	Nawid Ahmad	Hamid Sultan Ahmad	Selingenstadt	€7,000/-
	Anam Baig	Tariq Zaheer Baig	Limburg	
16	Abrar Ahmad Gondal	Mubashir Ahmad Gondal	München	€12,786/-
	Nadia Cheema	Naser Mahmud Cheema LATE	Lüdenscheid	
17	Malik Rafaqat Ahmad	Malik Saadat Ahmad	Bönningstedt	€7,000/-
	Nayab Malik	Mohsan Malik	Kiel	
18	Osaf Navid Azam	Chaudhry Munawar Ahmad Azam	Hanau	€15,000/-
	Azka Ahmed	Nasir Ahmed	Maxdorf	
19	Sarim Ahmed	Tahir Ahmed	Frankfurt am Main	€10,000/-
	Marwah Ahmed	Basit Karim	Frankfurt am Main	
20	Abrar Ahmad	Ghulam Rasool	Bad Dürkheim	€8,000/-
	Halaa Arif	Muhammad Arif	Bad Dürkheim	
21	Aamer Mahmood	Shahid Mahmood	Hamburg	€7,000/-
	Nayra Nasrin Ibrar Ahmad	Ibrar Mobashar Ahmaad	Friedberg	
22	Hassan Ahmad Suleman	Mohammad Ishaque Suleman	Griesheim	€10,000/-
	Tayba Malik	Malik Ibrarul Haq	Weiterstadt	
23	Saem Ahmad Khan	Abdul Majeed Khan	Eschborn	€10,000/-
	Iram Khan	Amir Hameed Khan	Bad Kreuznach	
24	Arslan Arshad	Arshad Mehmood	Köln	€7,000/-
	Basmah Ahmad	Saddiq Dogar	Aachen	
25	Abdul Raheem Rashid	Abdul Rashid	Buchholz	€8,000/-
	Taleha Mehmood	Tariq Mehmood Late	Kehl	
26	Munib Ahmad	Nazir Ahmad	Bergisch Gladbach	€5,000/-
	Labibah Rafique Ahmad	Rana Rafique Ahmad	Langen	
27	Atif Ashraf	Ashraf Ali	Lahore	€3,000/-
	Tabinda Ahmad	Aziz Ahmad	Riedstadt	
28	Muhammad Nasir Iqbal	Muhammad Iqbal	Köthen	€9,000/-
	Hera Lodhi Khalid	Mehmood Lodhi Khalid	Rüsselsheim	
29	Uzair Ahmad Tahir	Bashir Ahmad Tahir	Viernheim	€8,000/-
	Threem Ahmed	Nasir Ahmad	Oldenburg	
30	Muhammad Ehsan Yaqoob	Muhammad Yaqoob	Offenbach am Main	€10,000/-
	Rimsha Ahmad	Shafiq Ahmad	Oberding	
31	Mansoor Ahmad Bajwa	Majeed Ahmad Bajwa	Dietzenbach	€7,000/-
	Hinna Ahmad	Jamil Ahmad	Wiesbaden	
32	Qasid Ahmad Tahir	Mubashir Ahmad Tahir	Heidelberg	€10,000/-
	Tahmina Aslam	Mohammad Aslam	Wabern	
33	Wajahat Ahmad Khan	Basharat Ahmad Khan	Koblenz	€7,000/-
	Afshan Zaheer	Zaheer Ahmad Late	Rabwah, Pakistan	
34	Mohammad Ansar Khan	Mohammad Ahsa Khan	Hannover	€9,000/-
	Sosan Ahmad	Aziz Ahmad Tahir	Friedberg	
35	Ayyaz Mehmood	Fayyaz Mehmood	Zwickau	€7,000/-
	Ramla Riaz	Munir Ahmed Riaz	Hamburg	
36	Ansir Aslam	Naveed Aziz Aslam	Wiesbaden	€15,000/-
	Leyla Dalkilic	Kasim Dalkilic	Trittenheim	
37	Adeel Basam	Shakeel Ahmad	Holland	€4,000/-
	Irsa Naseer	Naseer Ahmad Zahid	England	
38	Ayyaz Ahmad Dogar	Riaz Ahmad Dogar	Ghana	USD 3,000/-
	Durdana Aslam	Mohammad Aslam	Narowal, Pakistan	

پیارے آقا کی موجودگی میں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے 8/جولائی 2019ء کو بیت السبوح میں نماز مغرب وعشاء کے بعد مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان کیا

S.No	Dulha/Dulhan	Father`s Name	City/Country	Haq Mehr
39	Rizwan Mahmood	Irfan Ahmed Mahmood	Hattersheim	€10,000/-
	Shazia Butt	Masood Ahmad Butt	Rüsselsheim	
40	Irfan Ahmad	Kausar Ahmad	Frankfurt am Main	€10,000/-
	Aischa Sanna Hünsch	Late Hadayatullah Hübsch	Frankfurt am Main	
41	Mirza Imran Ahmad	Mirza Waseem Ahmad	Langen	€8,000/-
	Samreen Sheikh	Hamid Ali Sheikh	Bad Orb	
42	Furqan Malik	Munawar Ahmed Malik	Rendsburg	€10,000/-
	Afia Kabir Gill	Kabir Ud-Din Gill	Gross-Gerau	
43	Mutahar Ahmad	Tahir Ahmad	Frankfurt am Main	€9,000/-
	Hina Rafiq Ahmed	Rafiq Ahmed	Mörfelden- Walldorf	
45	Sajil Aslam Kahlon	Shakil Ahmed Kahlon	Friedberg	€10,000/-
	Hibba tul-Hei Kahlon	Naseer ud-Din	Bischofsheim	
46	Rashid Mansoor	Mansoor Ahmad Late	Dietzenbach	€7,000/-
	Ghazala Shireen Cheema	Tariq Mahmood Cheema	Hamburg	
47	Michell Bashir Werner	Horst Keim	Dreieich	€10,000/-
	Naweede sahar Werner	Rana Rafique Ahmad	Langen	
48	Attaul Hayi Bhatti	Naseer Ahmad Bhatti	Brühl	€4,000/-
	Paola Herrera Cortes	Luz Herrera Cortes	Frankfurt am Main	
49	Peter Maximilian Schneider	Peter Rainer Schneider	Ottweiler	€8,000/-
	Nayab Sultan	Qamar Sultan	Neu-Isenburg	

آپ کے خطوط

مکرم ومحترم مدیر اعلیٰ صاحب اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمة اللہ

ہر ماہ ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی مجھے مل رہا ہے، جزا کم اللہ احسن الجزاء۔ اخبار سے پتہ چلتا ہے کہ اس کو بہت محنت سے اور باقاعدگی سے تیار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھی مدیران اور دیگر کارکنان کو جزائے خیر دے، آمین۔ ماہ جون کے شمارہ میں مکرم ڈاکٹر مطیع اللہ صاحب کا ایک مرض اور اُس کے علاج کے بارہ میں مضمون بھی پڑھنے کو ملا۔ اگر بیماریوں اور ان کے علاج کے سلسلہ میں راہنمائی جاری رہے تو اور دو پڑھنے والوں کو بہت مدد ملے گی۔ اس اخبار سے پورا استفادہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ پرنٹ ہو کر ہر گھر میں پہنچے۔

حیدر علی ظفر، نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی

برادرم محمد الیاس منیر صاحب، ایڈیٹر اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمته اللہ

آپ کی طرف سے ارسال کردہ اخبار احمدیہ جرمنی بابت ماہِ اگست 2019ء۔ تھوڑی دیر پہلے وٹس ایپ کے ذریعہ خاکسار کے موبائیل پر نازل ہوا۔ سرسری نظر سے دیکھنے کی غرض سے جب اِسے کھولا تو شروع سے لے کر اخیر تک مجبوراً اس کا مطالعہ کر کے لُطف کشید کرنا پڑا۔ جبر سے قسمت کے ثمار دماغ اور روح میں جب اِس طرح سرایت کرتے ہی چلے جائیں تو عاجز انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے بھی اللہ ہی سے استطاعت طلب کرنے کے لئے دعا کی خاطر ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ آپ خاکسار کی تنقیدی طبع سے آگاہ ہیں بایں ہمہ جوں جوں ورق پلٹتا گیا آپ کے لئے دل سے دعا نکلتی رہی کہ آپ نے بفضلہٖ تعالیٰ ایک نہایت اعلیٰ معیار قائم کر دیا ہے۔ نہایت مناسب مقدار میں فوٹوز، شاعری اور مضامین میں تاریخ، وقت کے موافق ایمان افروز واقعات۔ جا بجا ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلووں کا حسین امتزاج اور گیٹ اپ آنکھوں کو راحت پہنچانے اور دل کو لبھانے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدفَزِد

اس مبارک مساعی کی کامیابی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس معیار کو قائم رکھنے کی توفیق بخشے اور آپ کا اور اس کارِ خیر پر معمور آپ کے جملہ مددگار ساتھیوں کا ہر گام حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام۔ دعاؤں کا محتاج۔ خاکسار۔

محمد کولمبس خاں۔ مہدی آباد جرمنی

بلانے والا ہے سب سے پیارا

خاکسار کی والدہ ماجدہ مکرمہ امتہ اللہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ مکرم مشتاق احمد سندھو صاحب (مرحوم) 01.08.2019 کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے دادا مکرم گلاب دین زرگر صاحب اور دادی مکرمہ غلام فاطمیٰ صاحبہ (اماں روڑی) صحابی حضرت اقدس مسیح موعودؑ تھے۔ مرحومہ سن 2000ء میں ربوہ سے جرمنی جماعت Heidelberg (ہائیڈلبرگ) میں (خاوند کے پاس جو کہ سن 1990ء میں آ گئے تھے) سکونت اختیار کی۔ مرحومہ نمازوں اور نوافل کی پابند نیز تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں۔ بہت ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، نیک خاتون تھیں۔ بچوں کو نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلاتی رہتی تھیں۔ آپ کے ہر دن کا معمول تھا کہ رات کو سونے سے قبل دعائیں اور مخصوص دعائیہ اشعار پڑھا کرتی تھیں۔ مرحومہ کی ہمیشہ سے یہی عادت تھی کہ اپنے کام خود کیا کرتی تھیں۔ آپ کے خاوند مکرم مشتاق احمد سندھو صاحب 01.12.2013 کو وفات پا گئے تھے اور جرمنی میں مدفون ہیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹے اور 5 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے مکرم اشفاق احمد سندھو صاحب ایک لمبے عرصہ سے جرمنی میں جماعتی خدمات بجالا رہے ہیں۔ ایک بیٹے مکرم سرور احمد سندھو صاحب بھی ایک لمبا عرصہ بطور صدر جماعت ہائیڈل برگ جرمنی خدمت بجالا چکے ہیں۔ مرحومہ جرمنی کی جماعت ہائیڈل برگ سے تعلق رکھتی تھیں۔ جنازہ اور تدفین جرمنی میں بمقام Eppelheim مؤرخہ 07.08.2019 بروز بدھ ہوئی۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ اپنی مغفرت و رحمت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نیکیاں ان کے بچوں میں جاری رکھے۔ آمین

(ارسلان احمد سندھو۔ مربی سلسلہ جرمنی)

****

مکرم وحید احمد صاحب جماعت Lampertheim مؤرخہ 13 جون 2019ء بقضائے الٰہی اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی عمر 53 سال تھی۔ آپ کے والد مکرم عنایت اللہ صاحب اور دادا مکرم حسین محمد صاحب تھے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی مولوی غوث محمد صاحبؓ کے پڑنواسے تھے۔ آپ نے اپنے لواحقین میں تین بیٹے اور ایک بیوہ چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (سلطان احمد قمر Lampertheim)

بقیہ: اجتماع انصار اللہ جرمنی از صفحہ 36

صدران انصار اللہ جبکہ سوئٹزرلینڈ اور برطانیہ سے نمائندگان شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں ربوہ سے آئے ہوئے مکرم بشارت محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے بھی اجتماع میں شرکت کی۔ اتوار کے روز امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب اور مہمان خصوصی مکرم عبدالخالق صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ صدر مجلس انصار اللہ مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نے اختتامی خطاب میں تربیت اولاد کے حوالے سے حضور کے ایک خط کا حوالہ دے کر نصائح کیں۔

اجتماع کی خاص بات پہلی بار تصویری و کتابی نمائش کا اہتمام تھا جس کو انصار اللہ نے بہت دلچسپی سے دیکھا علاوہ ازیں سو مساجد سکیم میں اپنا ٹارگٹ پورا کرنے والی مجالس کو خصوصی کپ بھی دیا گیا۔ اسی طرح 5 انصار جرمنی کے مختلف شہروں سے سائیکل سفر کر کے اجتماع میں شامل ہوئے۔ انتظامی طور پر 78 شعبہ جات میں سینکڑوں کارکنوں نے ڈیوٹی دی۔ جن کی نگرانی ناظم اعلیٰ اجتماع مکرم ظفر احمد ناگی صاحب کے سپرد تھی جبکہ مکرم فاروق احمد چیمہ صاحب نے سیکرٹری اجتماع کے فرائض سرانجام دیئے۔ (رپورٹ: عرفان احمد خان)

بقیہ: اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی از صفحہ 37

کلپس دکھائے گئے۔ چھوٹی ناصرات کو اونٹ کی سواری بھی کروائی گئی۔ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے بچیوں کے ساتھ گفتگو کا علیحدہ سیشن کیا جس کا بچیوں پر خوشگوار اثر ہوا۔ اس کے علاوہ بچیوں کے لئے فن پارے اور تفریحی پروگرام بھی رکھے گئے تھے۔

اختتامی اجلاس

اتوار 18/اگست کو نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد اجتماع کی اختتامی تقریب صدر لجنہ اماء اللہ مکرمہ عطیہ نور ہیوبش صاحبہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔

تلاوت وعہد کے بعد اجتماع اور کارگزاری رپورٹ لجنہ اماء اللہ 2018-2017ء پیش کی گئی۔ جس کے بعد پوزیشن حاصل کرنے والی خواتین میں صدر صاحبہ نے انعامات تقسیم کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام ایک بار پھر جرمن اور اردو میں پڑھا گیا۔ صدر صاحبہ نے اختتامی تقریر میں ممبرات کو حضور انور ایدہ اللہ کی نصائح پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اجتماع کے روحانی و دینی ماحول میں رہ کر آپ نے جو کچھ سیکھا ہے اس کو اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنانے کی تلقین کی۔ آخر میں صدر صاحبہ نے تمام کارکنات اور شریک ہونے والی خواتین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے ساتھ ہی 41 واں سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کی منتظمہ اعلیٰ مکرمہ نسیم احمد (معاون صدر) اور ناصرات کے اجتماع کی منتظمہ اعلیٰ مکرمہ آصفہ محمد تھیں۔ ان کے ساتھ 15 نائب، 90 منتظمات اور 1550 کارکنات نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے رضا کارانہ خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کام کرنے والی ممبرات کو بہترین جزاء دے، آمین۔ (رپورٹ: لبنیٰ ثاقب)

تین اکتوبر

جماعتی روایت کے مطابق امسال بھی تین اکتوبر کو جرمنی بھر کی مساجد اور نماز سینٹرز میں

Tag der offenen Tür

منایا جائے گا۔ جملہ صدران جماعت سے درخواست ہے کہ اس کے لئے ابھی سے تیاری کریں۔

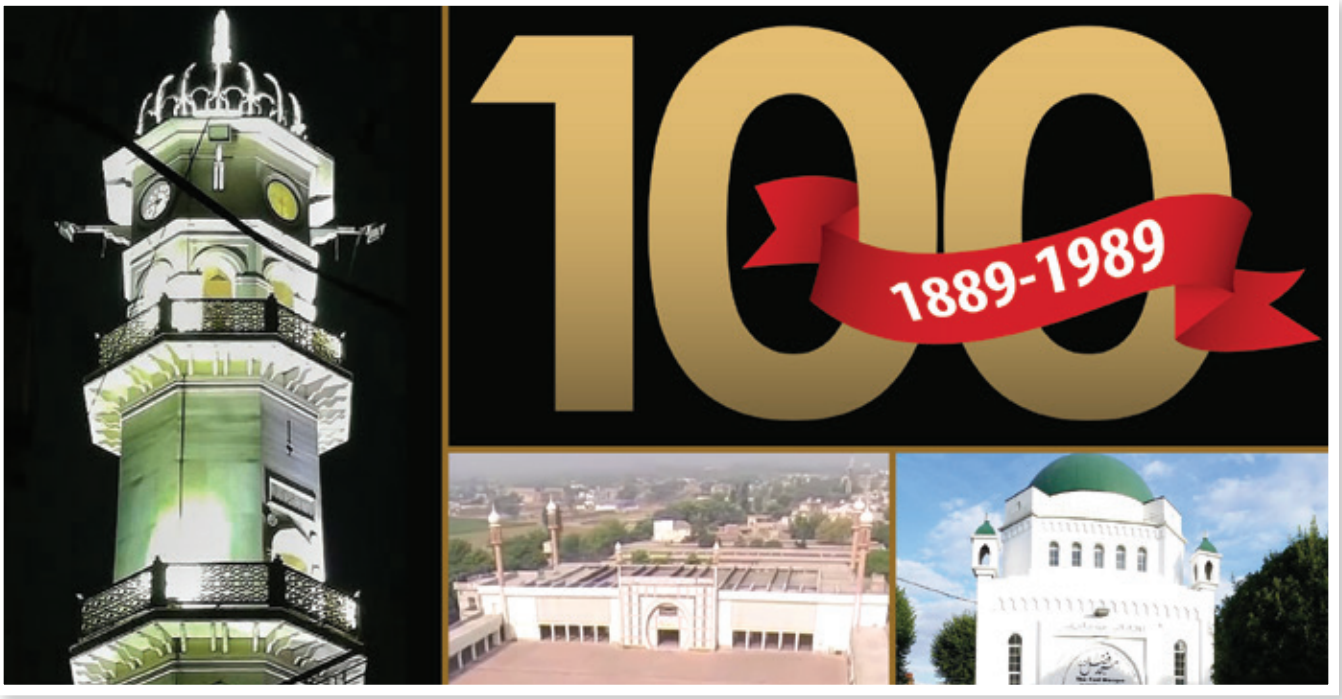

قسط چہارم (آخری)

صد سالہ جشن تشکر

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر

23 مارچ 1889ء-22 مارچ 1990ء

(مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل
الاشاعت۔ لندن)

غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور ناداروں میں تحائف کی تقسیم

جشن تشکر کی خوشیوں میں بیواؤں، یتیموں، ناداروں اور معذوروں کو شامل کرنے کے لیے محض رضائے باری تعالیٰ کی خاطر دنیا بھر میں کثرت کے ساتھ افراد جماعت نے ذاتی طور پر اور بہت سے مقامات پر اجتماعی طور پر اجتماعی صدقات وخیرات کا اہتمام کیا۔ کئی مقامات پر ایسی دعوتوں کی تقریبات منعقد کی گئیں جن میں علاقہ کے غرباء ویتامیٰ وبیوگان کو خصوصیت سے شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعض چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے اپنے پورے گاؤں کے ایسے مستحق افراد تک کھانا اور جشن تشکر کے سلسلہ میں مٹھائی اور دیگر تحائف تقسیم کیے۔ اسی طرح یتیم خانوں اور ہسپتالوں میں تحائف دیے گئے اور یوں ایسے ہزارہا افراد کو جشن تشکر کی خوشی میں شامل کیا گیا۔

سیرالیون میں نادار اور غریب افراد کے لیے جماعت کی طرف سے منسٹر آف سٹیٹ فار سوشل ویلفیئر (مادام ایم کونٹے) کو عطیہ پیش کیا گیا تو انہوں نے تحفہ وصول کرتے ہوئے کہا:

”مَیں آج عزت مآب صدر مملکت کی نمائندگی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اس عظیم اور نہ بھولنے والی قربانی پر مشن کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

احمدیہ مشن آج سرزمین سیرالیون میں اپنی خدمات کی وجہ سے جانا پہچانا مشن ہے۔ وہ طبّی اور تعلیمی میدانوں میں ملک کے عوام کی فلاح وبہبود کی خاطر کام کر رہا ہے۔ جہاں تک غریب لوگوں کی خدمت کا تعلق ہے تو ہر ایک سمجھدار اور ملک کا وفادار جماعت احمدیہ کی خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھے گا۔“

عطیہ خون

کئی مقامات پر جماعتوں نے مقامی ہسپتالوں میں خون کا عطیہ پیش کیا۔ ان خون کا عطیہ پیش کرنے والوں میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی۔ یوں خوشی کے اس موقع پر انسانیت کی خدمت کا ایک بہت ہی اعلیٰ نمونہ پیش کیا گیا۔ مثلاً:

سرینگر (کشمیر) میں سو سے زائد احمدی مردوں اور عورتوں نے گورنمنٹ کے ہسپتال کے لیے عطیہ خون دیا۔

انڈونیشیا کی مختلف جماعتوں کے 462 خدام نے خون کا

عطیہ پیش کیا۔ گھانا میں اکرا، کماسی اور سنٹرل ریجن میں مجموعی طور پر 176 خدام نے مقامی اسپتالوں میں خون کا عطیہ دیا اور بھی کئی مقامات پر عطیہ خون کے خصوصی پروگرام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی تمام مساعی کو مقامی انتظامیہ اور دیگر افراد نے بھی بہت سراہا۔

آئیوری کوسٹ میں ایک یتیم خانہ میں جماعت کی خدمت کو عجیب رنگ میں سراہا گیا۔ جماعت کا وفد جب تحائف کے ساتھ یتیم خانہ پہنچا تو عجیب اتفاق ہوا کہ اس وقت یتیم خانہ کا انچارج ایک عیسائی نَن کے ساتھ یتیم خانہ کے مسائل پر گفتگو کر رہا تھا کہ یتیم خانہ تو قائم کر دیا ہے اب عیسائی اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ جو کچھ حکومت کی طرف سے ملتا ہے وہ ٹھیک آج ختم ہو جائے گا۔ اس پر اس عیسائی نَن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لیے فرشتے بھجوا دے گا۔ یہ بات کرتے کرتے وہ باہر نکل رہی تھی کہ اس کی نظر جماعت احمدیہ کے وفد پر پڑی تو کہنے لگی! لگتا ہے یہ فرشتے آ گئے۔

یتیم خانہ کے مینیجر نے بہت گرم جوشی سے وفد کا استقبال کیا۔ جب وفد نے اسے اپنا تعارفی کارڈ پیش کیا جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک الفاظ تحریر تھے ''مَیں اس زمانہ کی تاریکیوں کا نور ہوں۔''

تو یہ تحریر دیکھتے ہی یتیم خانے کا مینیجر کہنے لگا کہ:

''یہ جو آپ کے کارڈ پر لکھا ہے 'مَیں اس زمانہ کی تاریکیوں کا نور ہوں' واقعی درست ہے۔ آج آپ ایسے وقت میں ان یتیم بچوں کے لیے امید کی کرن بن کر آئے ہیں کہ جب کسی اَور طرف سے امید باقی نہ رہی تھی۔''

جیل خانوں میں قیدیوں کے لیے تحائف

پاکستان کے احمدی اسیران راہ مولیٰ کی یاد میں دنیا کی مختلف جیلوں میں قید افراد کو بھی جشن تشکّر کی خوشی میں شامل کرنے کے لیے کئی ممالک میں احمدی وفود نے جیل خانوں کو وزٹ کیا اور قیدیوں کے لیے تحائف وغیرہ لے کر گئے۔ ایسے مواقع کی چند ایک نہایت دلچسپ تفصیلات درج ذیل ہیں۔

☆ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں قیدیوں کے لیے جیل کے افسران کو ایک گائے تحفۃً پیش کی گئی۔ اس پر انسپکٹر جنرل جیل نے کہا:

''ہماری تنزانیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک جماعت کی طرف سے قیدیوں کے لیے ایک گائے پیش کی گئی ہے''۔

☆ انڈونیشیا کی جماعت نے وسیع پیمانے پر جیلوں سے رابطہ کیا اور قیدیوں میں کھانا، مٹھائی اور تحائف تقسیم کیے۔ تاسک ملایا کی جیل میں جا کر جماعتی وفد نے قیدیوں کو جائے نماز اور کھانے اور مٹھائی کے ڈبے تحفۃً دیے اور اس تقریب کا پس منظر بتایا تو جیل کے افسران نے برملا کہا:

''جماعت احمدیہ پہلی اسلامی آرگنائزیشن ہے جس نے قیدیوں سے یہ ہمدردی دکھائی ہے۔''

آئیوری کوسٹ میں جب قیدیوں کے لیے تحائف دیئے تو جیل خانہ میں مسلمانوں کے نمائندوں نے کہا کہ:

''دوسرے مسلمان بھی تبلیغ کے لیے یہاں آتے ہیں لیکن کبھی کسی نے ہماری مشکلات اور ضروریات کی طرف توجہ دینے کی زُحمت نہیں کی۔ آج صرف جماعت احمدیہ نے ہی اس انداز میں سوچا ہے۔''

پونچھ (کشمیر) میں جیل کے احاطہ میں ایک خصوصی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام قیدیوں کو تحائف دیے گئے۔ اس تقریب میں قیدیوں، پولیس اور جیل کے عملہ کے علاوہ بعض دیگر سرکردہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر مقامی ڈپٹی کمشنر نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ضلع کا کمشنر ہونے کے باوجود مجھے کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ جیل کی اونچی دیواروں کے اندر بھی جا کر دیکھوں۔ لیکن آج جماعت احمدیہ کے اس پروگرام نے میرے اندر احساس پیدا کر دیا ہے۔ مَیں جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں''۔

صد سالہ جشن تشکر کی مناسبت سے جماعت و ذیلی تنظیموں کے اخبارات و رسائل کے خصوصی نمبرز اور دیگر سوونیئرز کی اشاعت

صد سالہ جشن تشکر کے پروگراموں کا ایک اہم حصہ جماعت کی سو سالہ تاریخ کے اہم واقعات اور اس کی خدمتِ اسلام و خدمتِ انسانیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے والے مضامین و تصاویر پر مشتمل اخبارات و رسائل و سوونیئرز کی اشاعت بھی تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے بھی دنیا بھر میں جماعتی و ذیلی تنظیموں کے اخبارات و رسائل نے خصوصی نمبرز شائع کیے اور کئی ایک ضخیم اور نہایت اہم اور وقیع مضامین پر مشتمل خوبصورت اور دیدہ زیب باتصویر سوونیئرز طبع کیے گئے۔ یہ خصوصی نمبرز اردو، انگریزی، ڈچ، جرمن، فرنچ، سویڈش، انڈونیشین، ڈینش، بنگلہ وغیرہ مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔

جن اخبارات و رسائل نے خصوصی نمبرز شائع کئے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

پاکستان

روزنامہ الفضل ربوہ۔ ماہنامہ خالد۔ ماہنامہ تشحیذ الاذہان، ماہنامہ انصار اللہ، ماہنامہ مصباح، ماہنامہ تحریکِ جدید۔

برطانیہ۔ ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز، ماہنامہ التقویٰ، اخبار احمدیہ، طارق، النصرت، The Muslim Herald، البصیرت

انڈیا۔ ہفت روزہ اخبار بدر، **جرمنی**۔ اخبار احمدیہ، **سوئٹزرلینڈ**۔ Der Islam، **ہالینڈ**۔ Alislam

ڈنمارک۔ **ناروے**۔ الجہاد، **کینیڈا**۔ احمدیہ گزٹ

امریکہ۔ احمدیہ گزٹ۔ The Muslim Sunrise۔ عائشہ

ماریشس۔ خالد، **بنگلہ دیش**، The Ahmadi

اس کے علاوہ اسلام آباد، لاہور اور کراچی (پاکستان) کی جماعتوں نے سوونیئرز شائع کئے۔ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز نے 100 Years of Realization کے نام سے سوونیئر شائع کیا۔ جماعت جرمنی نے بھی دو سوونیئرز شائع کئے۔ ان میں سے ایک مکمل جرمن زبان میں شائع کیا گیا۔ برطانیہ کی جماعت نے بھی ایک سوونیئر شائع کیا۔ اور خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش نے انگریزی اور بنگلہ میں ایک سوونیئر شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان خصوصی نمبرز اور سوونیئرز کی

اشاعت نے بھی جماعت کی مساعی کے تعارف اور اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر میں بہت مفید اور قابل تحسین کردار ادا کیا۔

یادگاری ٹکٹ کا اجراء

گورنمنٹ سیرالیون نے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کی ملکی وملّی خدمات کے اعتراف کے طور پر جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے تاریخی موقع پر ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا۔ جماعت کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی ملک کے محکمہ ڈاک نے جماعت احمدیہ کی کسی تقریب کی یاد میں ٹکٹ جاری کیا ہو۔ اس ٹکٹ کے اجراء کی تقریب کا اہتمام فری ٹاؤن (سیرالیون) کے مرکزی پوسٹ آفس کے ہال میں کیا گیا۔ اس تقریب کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ گورنمنٹ نے اس کو اپنی سرکاری تقریب قرار دے دیا تھا۔ دوران تقریب احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے طلباء نے ان ممالک کے جھنڈوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام رکھا تھا جن میں اس وقت تک احمدیت کا نفوذ ہو چکا تھا۔ تین سو کی تعداد میں یہ طلباء بار بار ایک خوبصورت نغمہ

Ahmadiyya Came to Serve, To Serve for ever

اپنی سریلی آواز میں پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کرتے رہے۔ اسی طرح اس موقع پر صبح سے ہی پولیس بینڈ بھی اپنی سازوں سے عوام کے لیے کشش کا موجب بنا رہا۔

اس تقریب میں ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفراء، مختلف سرکاری محکموں کے آفیسرز اور دیگر سرکردہ لوگ شامل ہوئے۔ الحاج مصطفیٰ سنوسی نائب وزیر اعظم نے بھی تقریب میں شمولیت کی۔ تقریب کی صدارت کے فرائض چیف سیکرٹری وزارت مواصلات مسٹر ماطوری نے ادا کیے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے سیکرٹری موصوف نے کہا:

”آج جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال کا عرصہ پورا ہونے پر گورنمنٹ سیرالیون کی طرف سے یادگاری ٹکٹ کا اجراء اس بات کی علامت ہے کہ گورنمنٹ جماعت احمدیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور یہ ٹکٹ جماعت احمدیہ کی 52 سالہ ملکی خدمات کا صلہ ہے اور اس صورت میں آج ہم جماعت احمدیہ کی خوشی میں شامل ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ جب اپنی دوسری جوبلی منا رہی ہو گی تو اس وقت نہ معلوم کتنے ممالک جماعت کی خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے یادگاری ٹکٹیں جاری کریں گے“۔

جماعت احمدیہ کے اس صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر سرینام پوسٹ آفس نے جماعت کے تیار کردہ جوبلی کے Logo پر

Ahmadiyya Muslim 100 Years 23-29 March

(احمدیہ مسلم 100 سال 23 تا 29 مارچ)

کے الفاظ کے ساتھ تین مختلف مہریں تیار کیں جو سرینام جنرل پوسٹ آفس اور دوسرے بڑے شہروں کے پوسٹ آفسز میں اس ہفتہ کے دوران لفافوں پر لگائی گئیں۔

صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہونے والی تقریبات کی پریس اور الیکٹرانک میڈیا میں وسیع پیمانے پر تشہیر

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ پاکستان میں حکومت نے احمدیوں کے جشن تشکّر پر قانونی پابندیاں عائد کیں اور ہر ایسے ذریعہ کو اختیار کیا گیا جس سے احمدیت کی آسمانی آواز کو دبایا جا سکے۔ لیکن بھلا آسمان سے برسنے والی خدا تعالیٰ کے فضلوں کی موسلا دھار بارش کو بھی کبھی انسانی طاقتیں روک سکتی ہیں؟ ایسا نہ کبھی پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ مخالفین کی تمام تر معاندانہ کوششوں کے باوجود احمدیت کی صدائے فقیرانہ حق آشنا شش جہت میں پھیلتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور قبولیت کے ایسے حیرت انگیز نظارے ظاہر ہوئے اور ایسے علاقوں میں بھی احمدیت کا پیغام پریس اور میڈیا کے ذریعہ پہنچا جہاں جماعت کی کسی قسم کی کوشش کا کوئی بھی دخل نہیں تھا۔

اس کی تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے جو اپنی ذات میں بہت طویل اور حد درجہ ایمان افروز ہیں، ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودہ ایک خطبہ جمعہ سے اور جلسہ سالانہ یُوکے 1989ء کے موقع پر فرمودہ خطاب سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس طرح محض خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اس صد سالہ جشن تشکّر کو دنیا بھر کے پریس اور میڈیا میں پذیرائی عطا ہوئی۔ اگرچہ بعض جگہوں پر مخالفین نے جماعت کے خلاف سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی مضامین بھی شائع کیے اور منفی پراپیگنڈہ بھی کیا لیکن اکثر مقامات پر بہت ہی مثبت انداز میں کوریج ہوئی اور بڑے اعزاز کے ساتھ جماعت احمدیہ کی سو سالہ خدمات اور اس کی کامیابیوں کا تذکرہ ہوا۔ جہاں تک معاندین کے منفی پراپیگنڈہ کا تعلق ہے تو وہ بھی جماعت کے حق میں مفید ہی ثابت ہوا اور بہت سے لوگوں میں حقیقت کو جاننے کا اشتیاق پیدا کرنے کا موجب ہوا اور کئی مقامات پر تو خود غیر مسلموں نے معاندین احمدیت کے جھوٹے پراپیگنڈہ کا منہ توڑ جواب دیا اور احمدیت کی امن پسندی اور خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کے کاموں کو سراہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جشن تشکر کی تقریبات کے اہتمام کے قریباً ایک ماہ بعد 21 اپریل 1989ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ صد سالہ جشن تشکر کی جو رپورٹیں دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی بہترین توقعات سے بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے جماعتی تقریبات کو اپنے فضل سے نوازا اور برکتیں عطا فرمائیں۔ اگرچہ یہ رپورٹیں ابھی دنیا کے تقریباً ایک بٹا دس (10/1) ممالک سے ملی ہیں یعنی ایک اندازہ ہے، کم و بیش دسواں حصہ رپورٹوں کا موصول ہوا ہے اور باقی رپورٹیں کچھ بن گئی ہوں گی، کچھ رستے میں ہوں گی۔ لیکن تمام رپورٹوں میں بلا استثناء اس حیرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تقریبات کو اتنی مقبولیت عطا ہو گی اور اس کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پیغام تمام ملک ملک کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا۔

ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ جن جن ممالک میں ریڈیو موجود تھے یعنی ریڈیو کا نظام موجود تھا وہاں ہماری کوششوں کے بغیر ایک دم ریڈیو والوں نے رابطے پیدا کئے اور

جہاں جماعتیں سمجھتی تھیں کہ ہماری آواز اس ملک کے اس حصہ میں نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس سے پہلے ان کا رویّہ نہ صرف غیر دوستانہ تھا بلکہ بعض جگہ معاندانہ بھی تھا۔ تو ان کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہم حیران رہ گئے کہ وہ ریڈیو جو پہلے معاندانہ پراپیگنڈے میں خاص طور پر آگے اور نمایاں تھے انہوں نے اچانک اپنا رویّہ تبدیل کیا اور خود ہم تک پہنچ کر وہ پیغام لیا جو صد سالہ جوبلی کا مَیں نے اپنی آواز میں بھروایا تھا اور جماعت احمدیہ کے متعلق دوسری معلومات لے کر انہیں کثرت کے ساتھ نشر کرنا شروع کیا۔ اور جہاں ٹیلی ویژن تھا وہاں خلافِ توقع ٹیلی ویژن والوں نے کثرت کے ساتھ جماعت کے پروگرام نشر کئے اور پھر ایک ملک کے حصے سے دوسرے ملک کے حصے کے ٹیلی ویژنوں نے ان کو پکڑا اور پھر اس کو آگے پہنچایا اور تمام ملک کے کونے کونے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں ٹیلی ویژنز موجود تھے وہاں ٹیلی ویژنز کے ذریعے جماعت کا پیغام پہنچا۔

ہندوستان کے متعلق خود قادیان کے پہلے اندازے یہ تھے کہ اتنا بڑا ملک ہے اور تقسیم کے بعد کیونکہ تناسب کے لحاظ سے جماعت کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے اس لیے ہمارا اس ملک میں کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے اور ہم دہلی سے درخواست تو کر رہے ہیں اور اسی طرح جالندھر والوں سے درخواست کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ توقع نہیں کہ ہم سے بھرپور تعاون ہو گا اس لیے ایک آدھ خبر میں بھی اگر ذکر آجائے تو ہم ممنون ہوں گے۔ یہ تمہید باندھ کر انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم لکھو کھہا روپیہ خرچ کر کے بعض ٹیلی ویژنز اور بعض ریڈیو اسٹیشنز کو اس بات پر آمادہ کریں کہ اشتہار کے طور پر ہمارا ذکر کر دیں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ ایک پیسہ بھی اشتہار پر خرچ نہیں کرنا۔ یا تو جماعت کا رسوخ ہو اور اس رسوخ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بعض ممالک کے متعلقہ شعبے تعاون کریں یا پھر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے۔ اشتہار بازی کے پراپیگنڈے کا مَیں قائل نہیں ہوں۔ چنانچہ ایک پیسے کی بھی مَیں نے ان کو اشتہار بازی کی اجازت نہیں دی لیکن جو واقعہ گزرا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ ہندوستان کے کونے کونے سے یہی خبریں مل رہی ہیں کہ ٹیلی ویژن والے خود پہنچے اور اتنی تشہیر کی اور بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری تصویر دکھائی گئی اور ایسے اچھے انداز میں ذکر ہوا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت جب یہ نظارے دیکھتی تھی تو زار زار خوشی سے روتی تھی کہ کہاں ہم اور کہاں ہماری کوششیں اور کہاں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو ٹیلی ویژن پر دیکھتے تھے تو دل بلیّوں اچھلتے تھے اور بے اختیار ہو جاتے تھے۔ بچے، بڑے، مرد، عورتیں سارے خوشی سے زور زور سے روتے تھے۔ کہتے ہیں ایسا نظارہ ہم نے دیکھا ہے کہ ساری زندگی میں وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی عظیم روحانی مسرتیں ہمیں نصیب ہوں گی۔ اور پھر ایک جگہ یہ واقعہ ہوا اس ٹیلیویژن نے دوسرے ٹیلی ویژن کو یہ اپنی فلمیں بھجوائیں۔ انہوں نے ان کو دکھایا۔ پھر انہوں نے سنٹر میں بھجوائیں انڈیا کے، دہلی میں اور دہلی سنٹرل ٹیلی ویژن یا نیشنل ٹیلی ویژن نے پھر ان نظاروں کو دکھایا اور سارے ملک میں اس کا چرچا ہوا اور یہاں تک کہ بمبئی میں جہاں کی جماعت کی تعداد بہت ہی مختصر، بہت ہی چھوٹی ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ ایک عظیم الشان شہر ہے۔ بمبئی کے بعض حصے تو یورپ کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہروں کا مقابلہ کرتے ہیں اور بعض حصے اتنے پسماندہ ہیں کہ یُوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت وہاں جانوروں سے نچلی سطح پر بس رہی ہے اور بے شمار انسان ہے جو کہ سڑکوں پر پھیلا پڑا ہے۔ وہیں رہتا ہے، وہیں سوتا ہے، وہیں جاگتا ہے، وہیں اپنی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس پہلو سے بھی وہاں کوئی حیثیت نہیں جماعت کی۔ جہاں دس دس پندرہ پندرہ لاکھ کے جمگھٹ ہیں سڑکوں پر بسنے والے وہاں جماعت کا نام ہی نہیں پہنچ سکتا، کوئی سُن ہی نہیں سکتا۔ ان علاقوں میں جماعت کو رسائی نہیں ہے۔ اور جہاں اتنی دنیاوی عظمتیں ہوں اور شانیں ہوں وہاں بھی جماعت کو کوئی حیثیت نہیں دی جاتی۔ لیکن مجھے جو رپورٹ کل ملی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلسل تین دن تک ٹیلی ویژن پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور پھر میرا پیغام اور تصویر کے ساتھ، پھر بار بار جماعت کے تذکرے، جماعت کے جو غیر معمولی کام ہیں بنی نوع انسان کی خدمت کے سلسلے میں، جماعت کے مقاصد کیا ہیں اور جماعت کے عقائد کا باقیوں سے فرق کیا ہے؟ کون سے اصول ہیں جن پر جماعت ہمیشہ سے قائم ہے؟ کیا کیا عظیم قربانیاں دیتی رہی ہے اور دیتی چلی جارہی ہے؟ یہ تمام باتیں بار بار دہرائی گئیں۔ تو یہ رپورٹیں ہمیں بتا رہی ہیں کہ یہ خدا کے فضل کے ساتھ آسمان کی تحریک ہے۔ انسانوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

افریقہ کے بعض ایسے ممالک جہاں سوائے ہماری دشمنی کے اور کوئی پراپیگنڈا کرنے کی اجازت نہیں تھی، جہاں ہمارے مبلغ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ ادنیٰ سی بات کے اوپر ان کو جیلوں میں گھسیٹا جاتا تھا اور بہت ہی تکلیفیں دی جاتی تھیں، ایسے بھی بعض ممالک ہیں افریقہ میں اور اچانک وہاں کایا پلٹ گئی، فضا تبدیل ہو گئی۔ اور ٹیلی ویژن تو وہاں نہیں ہے غالباً، لیکن ریڈیو اور اخبارات نے بہت نمایاں طور پر جماعت کی خبریں نشر کرنا شروع کر دیں۔

یہ مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ساری دنیا میں جو تحریک چلی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجے میں ہے۔ جماعت کی کوششوں کا اگر کوئی دخل ہے تو صرف اتنا کہ جماعت درمندانہ دعائیں کرتی رہی۔ سب سے پہلے تو مَیں آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تدابیر کو اختیار کرنا ہمارا فرض ہے، تدابیر کو حدِّ امکان تک آگے بڑھانا اور کوشش کو اس کے منتہا تک پہنچا دینا یہ ہمارا فرض ہے۔ لیکن تدبیروں میں سب سے اعلیٰ تدبیر دعا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر یہ نقطہ کھولا اور بار بار کھولا کہ دعا کو تدبیر سے الگ نہ کرو۔ دعا تدبیر کا حصہ ہے اور تدبیروں میں سے سب سے اعلیٰ درجہ کی تدبیر دعا ہے۔ کیونکہ تدبیر کے نتیجے میں، عام تدبیر کے نتیجے میں تقدیریں نہیں بدلا کرتیں لیکن دعا ایک ایسی تدبیر ہے کہ جو تقدیروں کو تبدیل کر دیا کرتی ہے۔ پس اس سے زیادہ اعلیٰ پایہ کی تدبیر ممکن نہیں ہے جس کا براہ راست تقدیر الٰہی

سے گہرا تعلق ہے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ جماعت کو یہی نصیحت کی کہ تمام تدابیر میں دعا کی تدبیر کو سب سے زیادہ اہمیت دو اور اسلام کی عظیم الشان ترقی کا اور اسلام کے عظیم الشان غلبہ کا یہی تجزیہ پیش فرمایا کہ یہ فانی فی اللہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے اسلام کے عظیم الشان غلبہ کا معجزہ دکھایا۔

پس آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے جو یہ غیر معمولی خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ گویا آسمان کی تقدیر ہم پر رحمتیں برسانے کے لیے جھک گئی ہے، جس طرح کوئی رحمت کی گھٹا آتی ہے اور جب وہ پانی سے بوجھل ہو جاتی ہے تو زمین کی طرف جھک جاتی ہے۔ بعض دفعہ یوں لگتا ہے کہ آسمان سے بادل اتر آئے ہیں اور ہمارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ پس یہ وہ دَور ہے جس میں ہم نے خدا کی رحمت کو اس طرح گھٹاؤں کی طرح اور بوجھل گھٹاؤں کی طرح اپنے اوپر اترتے دیکھا ہے اور ہر ملک میں جماعت احمدیہ یہی مشاہدہ کر رہی ہے اور یہی جو نظارے ہیں یہ خالصۃً دعاؤں کے نتیجے میں ظاہر ہوا کرتے ہیں اور دعاؤں کی مقبولیت کا نشان ہوا کرتے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

"کینیڈا میں جو مرکزی تقریب ہوئی جشن تشکر کے سلسلے میں وہاں ایک تو پرائم منسٹر کا پیغام بھی سنایا گیا۔ دوسرے بڑے بڑے لوگ حاضر ہوئے اور بڑی فراخدلی کے ساتھ جماعت کی عظمتوں کا اقرار کیا۔ لیکن جو سب سے زیادہ جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والی بات تھی وہ یہ تھی کہ ایک وزیر نے مڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو دیکھا اور آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے آج سے ایک سو سال پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آج مَیں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص سچا تھا اور واقعۃً اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات پوری ہو گئی۔

اور ایک شخص نے کہا، غالباً وہ وزیر تھا یا کوئی اور نمائندہ، اس نے کہا کہ تم آج کی ایک صدی کے آخر پر تو دیکھ رہے ہو کہ کیا ہو رہا ہے دنیا میں۔ مگر تم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اگلی صدی کے آخر پر خدا تعالیٰ کے کتنے فضل تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔

ایسے واقعات ایک ملک میں نہیں ہوئے، ملک ملک میں، دیس دیس میں، خدا کے فضل اسی طرح نازل ہوئے ہیں اور غیروں نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تحریک کے تابع، اس کے فرشتوں کی تحریک کے تابع جماعت احمدیہ کی عظمت اور اسلام کی عظمت اور سربلندی کا اقرار کیا ہے۔

پس یہ ساری خبریں جب اکٹھی ہوں گی تو ایک وقت میں تو بتائی بھی نہیں جا سکتیں اور ایک وقت میں ہمارے دل برداشت نہیں کر سکتے۔ پتہ نہیں کتنے سال تک اس کے تذکرے اور چلنے ہیں۔ لیکن ابھی تو یہ آغاز ہے اور مَیں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جشن کے چند دن نہیں تھے۔ ایک پورا سال ہم نے ان جشنوں کو منانے کا مقرر کیا ہے۔ ایک جشن نہیں ہے بے شمار جشن ہیں۔ گزشتہ سو سال کا ہر سال ایک جشن کا پیغام لے کر آیا تھا۔ کون سا ایسا سال ہے جس میں آپ نے اللہ کے فضلوں کے نظارے نہیں کئے؟ کون سا ایسا سال ہے جو شکر کے لئے اپنی طرف متوجہ نہیں کر رہا؟ پھر ہر سال کے مہینے تھے۔ ہر مہینے میں خدا کے فضل نازل ہوتے دیکھے گئے۔ پھر ہر مہینے کے ہفتے تھے۔ اور ہر ہفتے کے دن اور پھر راتیں۔ کوئی ایک لمحہ بھی ان دنوں، ان راتوں، ان ہفتوں، مہینوں اور ان سالوں کا ایسا نہیں جس میں خدا تعالیٰ نے جماعت کے اوپر اپنے احسانات اور فضلوں کی بارشیں نہ برسائی ہوں۔ تو ایک جشن تو نہیں ہے۔ یہ تو اَنگنت جشن ہیں جو ہم نے منانے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/اپریل 1989ء)

پھر جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 1989ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جشن تشکر کے سلسلہ میں مَیں آپ کو یہ بات بتاتا ہوں کہ دنیا بھر میں جماعتوں نے بار بار مجھ پر یہ زور ڈالا اور اصرار کیا کہ بظاہر ہمارا کوئی رسوخ اتنا نہیں کہ یہاں کے ٹیلی ویژن، یہاں کے ریڈیو سٹیشن، یہاں کے اخبارات جشن تشکر میں ہماری خبروں کو شائع کریں اور نمایاں طور پر اپنے ملکوں میں پیش کریں۔ اس لیے آپ ہماری بات مان جائیں اور ہمیں کچھ روپیہ اشتہاروں پر خرچ کرنے دیں اور کچھ روپیہ ان ایجنسیوں کو دینے دیں جو اِن کاموں میں ماہر سمجھی جاتی ہیں۔ چنانچہ انگلستان والوں نے بھی اور باہر کی بعض دوسری بڑی بڑی جماعتوں نے، مغرب کی جماعتوں نے خصوصیت سے بہت اصرار کیا اور ہندوستان نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد میں یہ نہ کہنا کہ خبریں شائع نہیں ہوئیں۔ آپ کچھ دل کھولیں، کچھ پیسہ دیں، ہم اشتہار پر لگائیں۔ کچھ ان کمپنیوں کو دیں، یہ ماہر کمپنیاں ہیں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ مَیں جھوٹے پراپیگنڈے کا قائل نہیں ہوں۔ جماعت احمدیہ کا پراپیگنڈہ اگر جماعت احمدیہ میں لوگوں کی دلچسپی کے نتیجہ میں ہو تو اس میں برکت ہو گی اور مجھے یہ تسلّی ہو گی کہ خدا کی تقدیر نے یہ کام دکھائے ہیں۔ اگر یہ جو پروفیشنل کمپنیاں ہیں ان کی معرفت آپ یہ کام کر کے دکھائیں گے تو مجھے تو ذرہ بھی اطمینان نہیں ہو گا اور دنیا کو بھی پتہ ہوتا ہے دراصل کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دراصل دنیا ان باتوں میں دھوکے میں نہیں آیا کرتی۔ اس لیے آپ اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیں اور لوگوں سے ملیں، درخواستیں کریں۔ وہ قبول کریں یا نہ کریں لیکن جتنا پراپیگنڈہ دنیا میں ہونا چاہیے یہ طبعی ہونا چاہیے اور مصنوعی طور پر یہ پراپیگنڈہ نہیں ہونا چاہیے..... یاد رکھیں پراپیگنڈہ کی اُس وقت قیمت ہے جب یہ سچا ہو ورنہ یہ جھوٹ ہے اور مذہبی جماعتوں کو جھوٹا پراپیگنڈہ تباہ تو کر سکتا ہے ان کو تقویت نہیں دے سکتا"۔

"..... تو اس لیے مَیں نے انکار کیا اور خدا کے فضل سے جن ممالک سے کوئی بھی توقع نہیں تھی وہاں حیرت انگیز طور پر خدا کی قدرت نمائی کے نشان ظاہر ہوئے اور اتنا پراپیگنڈہ ہوا ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ پورے پاکستان میں ہمارے لیے جشن حرام قرار دے دیا گیا تھا اور اخبارات میں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں احمدیت کے خلاف منفی باتیں تو آ رہی تھیں لیکن احمدیت کے جشن تشکّر کے سلسلے میں ایک لفظ بھی تحسین کا نہیں آ رہا تھا۔ اُدھر قادیان میں جو جشن تشکّر منایا جا رہا تھا وہاں ہندوستان

کا مرکزی ٹیلی ویژن کا نظام پہنچا ہوا تھا، ریڈیو کا نظام پہنچا ہوا تھا۔ وہاں کے ممبرز پارلیمنٹ وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جلوس میں قادیان کے غیر احمدیوں، سکّھوں، ہندوؤں نے شرکت کی اور سارے بازار جلوس سے بھر گئے اور بعض ہندوؤں نے اپنی مٹھائی کی دُکانیں احمدیوں کے لیے کھول دیں اور ان تمام واقعات کو فلمایا گیا اور پاکستان کی طرف رُخ کر کے پاکستان کو منہ دکھایا گیا اور وہ احمدی جو وہاں جشن تشکّر منانے سے محروم تھے وہ مَوجیں لُوٹ رہے تھے لاہور میں اور ارد گرد کے علاقے میں بیٹھے ہوئے ہندوستان کی یہ فلمیں دیکھ کر۔ صرف یہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان میں یہ فلمیں دکھائی گئیں اور مختلف ہندوستان کے حصوں میں صوبائی طور پر ٹیلی ویژن نے جو فلمیں دیں ان کو پھر مرکزی ٹیلی ویژن سٹیشن کے Hook up کے ساتھ وابستہ کیا اور نیشنل Hook up میں پھر وہ فلمیں دوبارہ دکھائی گئیں۔ تو اتنا حیرت انگیز پراپیگنڈہ ہوا ہے اور اخبارات میں اس کثرت کے ساتھ خبریں شائع ہوئی ہیں کہ صرف ہندوستان میں ہی محفوظ تخمینہ یہ ہے کہ چالیس کروڑ سے زائد آدمیوں تک احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ آپ اگر کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتے اشتہار بازی پہ تو کبھی یہ کام نہیں کر سکتے تھے"۔

آپ نے فرمایا کہ:

"عرب دنیا کا وہ حصہ جو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ غیر ملکوں سے رائٹرز کے ذریعہ جو خبریں وہاں پہنچیں تو خود بخود ان کے ریڈیو اور ان کے ذرائع ابلاغ میں نشر ہونی شروع ہوگئیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ وہاں بھی احمدیت کا پیغام پہنچانے کا انتظام فرما دیا"۔

الغرض کیا ایشیا اور کیا یورپ، کیا افریقہ اور کیا امریکہ اور جزائر کے ممالک ساری دنیا میں اس سال میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات کا چرچا رہا۔ بعض ایسے ممالک جہاں گنتی کے چند افراد تھے وہاں بھی نصرت و قبولیت الٰہی کی ایسی ہوا چلی کہ وہاں کے اخبارات میں بھی وسیع پیمانے پر احمدیہ جشن تشکّر اور جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل خبریں کثرت سے شائع ہوئیں۔ ملک وار دنیا بھر کے اخبارات و رسائل اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات کی کوریج کی تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے مختصر طور پر یہ کہنا کافی ہوگا کہ صرف چھ ماہ کے عرصہ میں ہونے والی کوریج کے مطابق ایک محتاط تخمینے کی رُو سے دنیا کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی تک اس عرصہ میں احمدیت کا پیغام اور جشنِ تشکّر کی تقریبات کی خبریں پہنچیں۔ وَذَالِكَ فَضلُ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

صد سالہ جوبلی سال مکمل ہونے پر 23 مارچ 1990ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ میں اس سال میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور اس کی رحمت کے بیشمار نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"کل بائیس تاریخ کو ہمارے جشن تشکّر کے سال کا آخری دن تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے دوسرے سال کا پہلا دن جو جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے اور ابھی چند دن تک رمضان المبارک بھی آنے والا ہے۔ گزشتہ رمضان مبارک میں جماعت احمدیہ نے غیر معمولی طور پر اظہار تشکّر کی کامیابی کی دعائیں مانگی تھیں۔ اس رمضان مبارک کو اظہار تشکر کا شکریہ ادا کرنے کا رمضان المبارک بنا دینا چاہئے کیونکہ اس کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور اس کثرت سے جماعت کی ادنیٰ کوششوں کو فضل کے پھل لگے کہ اس کا بیان انسان کے لئے ممکن نہیں۔ ہر سطح پر جماعت کے بڑوں اور چھوٹوں نے خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور غیبی تائیدات کے نمونے دیکھے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کے ایمان کو نئی تقویت اور نئی زندگی ملی۔ یہ تفاصیل..... ساری دنیا کے ایک سو بیس ممالک پر پھیلی پڑی ہیں اور ان کا اگر بہت ہی معمولی خلاصہ بھی نکال کر پیش کرنے کی کوشش کی جائے تو جیسا کہ آپ نے گزشتہ جلسے میں دیکھا تھا کئی گھنٹوں میں بھی اُس خلاصے کا حق بھی ادا نہیں ہو سکا۔" (خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 146-145)

سال تشکر کا غیر معمولی پھل

حضور رحمہ اللہ نے جشن تشکر کے سال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"آخر پر یہ بہت بڑی خوشخبری آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ یہ بھی سب خوشخبریاں ہیں اور بڑی خوشخبری ان معنوں میں ہے کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر خوشخبری کے پیٹ سے بہت ہی عظیم الشان اَور خوشخبریاں ملنے والی ہیں۔ یعنی ایسی خوشخبریاں ہیں جن کے بطن سے خوشخبریاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ جو خوشخبری ہے یہ ایک ایسا پھل ہے جو اس سال تشکّر کا غیر معمولی پھل ہے۔ ... مَیں نے کئی دفعہ جماعت کو اس دُعا کی طرف توجہ دلائی تھی کہ میری بڑی دیر سے دلی تمنّا ہے کہ سال تشکّر میں ہم ایک لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کر لیں اور اُس کے لئے سارے ممالک کو یاد دہانی بھی کروائی گئی اور ساری جماعت نے دعائیں کیں..... ابھی اس میں ساری رپورٹیں شامل نہیں کیونکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو غیر معمولی محنت کر رہے تھے لیکن ان کی رپورٹ نہیں پہنچی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں اور یہ سال ایک عظیم..... سنگِ میل کی حیثیت رکھنے والا سال بن گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ مارچ 1990ء خطباتِ طاہر جلد 9 صفحہ 157)

بقیہ: ایک نابغۂ روزگار وجود از صفحہ 35

قابل، ذہین، مخلص، باوفا، فدائی، بہادر اور سلسلہ کے لئے غیرت رکھنے والے خادم دین تھے۔ جب بھی ملتے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ ملتے اور ایسے طور پر حال و احوال دریافت کرتے کہ اپنائیت کا احساس ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس بزرگ خادم سلسلہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اخبار احمدیہ جرمنی کی خریداری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان اخبار احمدیہ سالِ رواں کے آغاز سے دوبارہ شائع ہو رہا ہے۔ اس کی طباعت محدود پیمانے پر ہوتی ہے اور مساجد، لائبریریوں کے ساتھ صدران جماعت کو ارسال کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں افادۂ عام کے لئے اسے انٹرنیٹ پر بھی رکھا جاتا ہے۔ جو احباب اسے خریدنا چاہیں شعبہ اشاعت سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Email: ishaat@ahmadiyya.de

سالانہ قیمت 20 یورو مع ڈاک خرچ۔ (مینیجر)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء میں شامل ہونے والے مبلغین سلسلہ جرمنی کا اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ 9/اگست کو ہونے والی میٹنگ کے بعد گروپ فوٹو

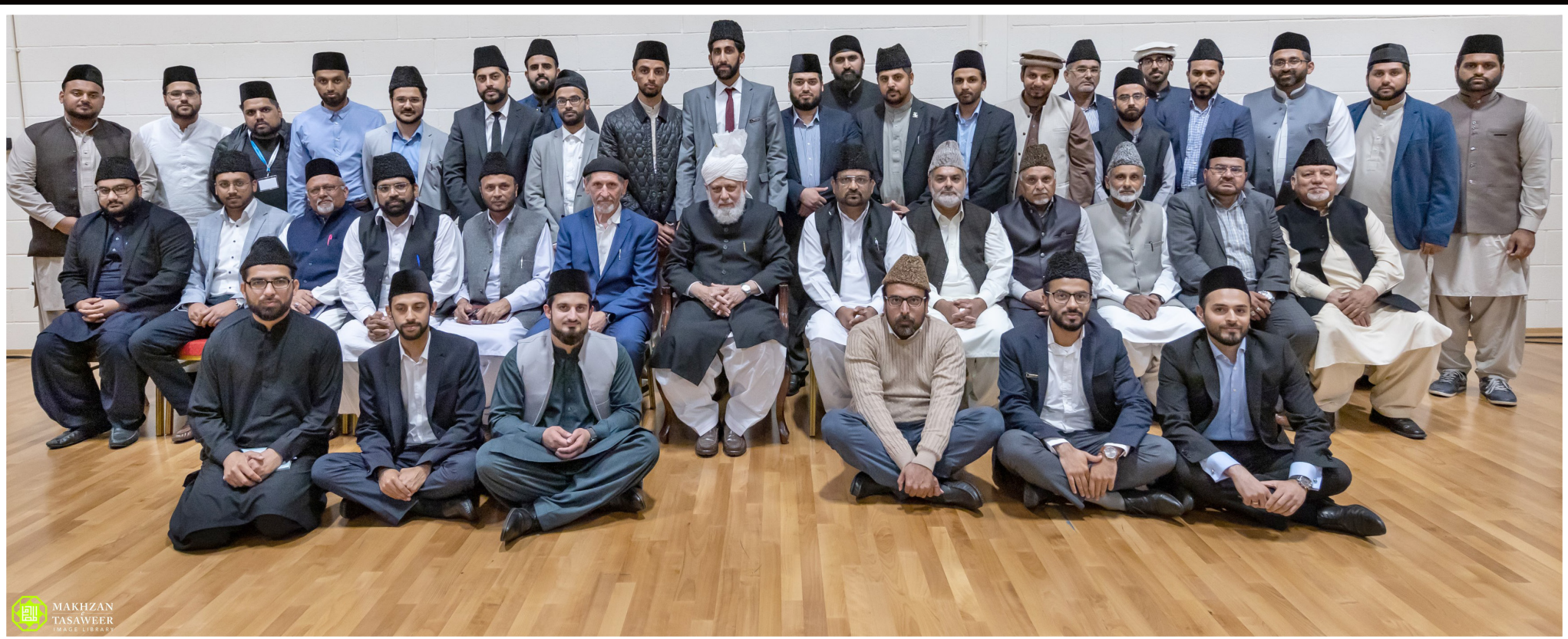

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب، مکرم لئیق احمد منیر صاحب، مکرم منیر احمد منور صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی، سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مکرم شمس اقبال صاحب، مکرم مشہود احمد صاحب، مکرم جری اللہ صاحب، مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب

کھڑے ہوئے: مکرم شرجیل احمد خان صاحب، مکرم ارباب احمد صاحب، مکرم ارسلان احمد صاحب، مکرم سفیر الرحمن ناصر صاحب، مکرم سلمان احمد ہلمی صاحب، مکرم سجیل احمد ملک صاحب، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم مرتضیٰ منان صاحب، مکرم سعید عارف صاحب
مکرم سید ابرار شاہ صاحب، مکرم افتخار احمد صاحب، مکرم اطہر سہیل صاحب، مکرم محمود احمد ہلمی صاحب، مکرم برہان احمد کاشف جنجوعہ صاحب، مکرم بلال احمد انصر صاحب، مکرم ذیشان احمد باجوہ صاحب، مکرم سید سلمان احمد صاحب، مکرم طارق احمد ظفر صاحب، مکرم اعجاز احمد ثمران جنجوعہ صاحب
مکرم باسل احمد بھٹی صاحب، مکرم منصور احمد گھمن صاحب، مکرم وجاہت احمد صاحب

بیٹھے ہوئے: مکرم فرہاد احمد غفار صاحب، مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مکرم احسن سعید صاحب، مکرم انیق احمد صاحب، مکرم نبیل احمد صاحب، مکرم شیخ لقمان احمد صاحب

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 20 | ISSUE 09 | SEPTEMBER 2019

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir